اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

تذکرۂ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

313

یعنی

مطلعِ انوار، منبعِ اسرار، ترجمانِ حقیقت، جامعِ شریعت و طریقت

سرورِ جملہ اقطاب، محرمِ جمیع الواب

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ داتا گنج بخش رح

کے

سوانح حیات، تعلیمات وارشادات کا مکمل نادر اور بےمثال مجموعہ

مؤلفہ: حکیم سیّد امین الدین احمد دہلوی

شعاعِ ادب چوک انارکلی لاہور

Marfat.com

86754

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

تعداد	ایک ہزار پانچ سو
ناشر	محمد حلیم
مطبوعہ	اشرف پریس لاہور
قیمت	ایک روپیہ ساٹھ پیسے

سنہ ۱۹۶۱ء

Marfat.com

فہرست

۱	پیش لفظ از مولف	۷
	باب اوّل (ابتدائی دور)	۱۵
۲	ولادت وحسب نسب	۱۷
۳	وطن کے حالات	۱۹
۴	غزنی کے سیاسی حالات	۱۹
۵	مشرب وسلسلۂ ارادت	۲۲
۶	بیعت	۲۳
۷	پیرِ طریقت	۲۴
۸	کرامات پیرِ طریقت	۲۶
۹	وفات پیرِ طریقت	۲۸
۱۰	اقوال پیرِ طریقت	۲۹

Marfat.com

۱۱	کسبِ فیض	۳۰
۱۲	سیر و سیاحت	۳۴
۱۳	ازدواجی زندگی	۴۰
	باب دوم (دوسرا دور)	۴۳
۱۴	ورودِ لاہور	۴۵
۱۵	مختلف روایات	۴۵
۱۶	وصال	۴۹
۱۷	عمارت درگاہ شریف کی تفصیل	۵۰
	باب سوم (متعلقات)	۵۵
۱۸	شیخ ہجویریؒ کے ہمعصر صوفیائے کرام	۵۷
۱۹	" " " ہمراہی "	۶۵
۲۰	اولیائے کرام جنہوں نے روضۂ مبارک پر چلہ کشی کی۔	۶۷
	باب چہارم (تعلیمات)	۸۵
۲۱	تبلیغ اسلام	۸۷
۲۲	کرامات	۸۸

Marfat.com

۲۳	تصانیف	۹۱
	باب پنجم (سماع)	۱۱۵
	باب ششم (ارشادات)	۱۲۵
۲۴	اقوال	۱۲۷
۲۵	اپنے مریدوں کو نصائح	۱۷۱
	باب ہفتم	۱۷۷
۲۶	آداب	۱۷۹
	باب ہشتم (اتباع شریعت کی تاکید)	۱۹۱
۲۷	اتباع شریعت کی تاکید	۱۹۳
۲۸	آپ کے ارشادات کلمہ طیبہ، ایمان اور توحید کے متعلق	۱۹۴
۲۹	نماز کے متعلق	۲۰۶
۳۰	روزہ "	۲۱۱
۳۱	حج "	۲۱۷
۳۲	زکوٰۃ "	۲۲۲

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ از مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ محمد و الہٖ و اصحابہٖ و اھل بیتہٖ اجمعین ہ اما بعد فقال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ" ترجمہ:۔ خبردار ہو کہ جو لوگ خدا کے دوست ہیں ان پر کسی قسم کا خوف و ہراس نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے"

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے "کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دلوں میں ایمان و یقین ہو جن کا ظاہر و باطن تقوٰے اور پرہیز گاری میں ڈوبا ہوا ہو۔ جتنا تقوٰے ہوگا اتنا ہی درجہ ولایت بلند ہوگا۔ ایسے لوگ بالکل نڈر اور بے خوف ہوں گے قیامت کے دن کی وحشت ان سے دور ہوگی اور وہ کبھی غمگین نہ ہوں گے اور دنیا میں جو چھوٹ جائے اس پر انھیں افسوس نہیں ہوتا۔۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت

Marfat.com

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کا چہرہ دیکھنے سے خدا یاد آجائے۔ ان کے چہرے نورانی ہوں گے۔ یہ نور کے منبروں پر ہونگے سب کو ڈر اور خوف ہوگا مگر یہ بالکل بے خوف و نڈر ہوں گے جب لوگ غمزدہ ہونگے تو یہ بے غم ہوں گے"۔

مذہب اور اخلاق کے اس دور انحطاط میں انسان کو بالعموم اور ہر مسلمان کو بالخصوص اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ آخر وہ کیا وجوہ ہیں جن کی بنا پر اللہ تعالےٰ نے اولیاء کرام کو اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان کو یہ علوئے مرتبت اور اعزاز "کہ وہ نور کے منبروں پر رونق افروز ہوں گے۔ جب لوگ غمزدہ ہوں گے تو یہ بے غم ہونگے" پروردگار کی جانب سے کس وجہ سے عنایت کیا گیا ہے ـــــ اس کی وجہ باری تعالےٰ نے خود ہی اگلی آیت میں بیان فرما دی ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دل ایمان کے نور سے منور اور جن کا ظاہر و باطن تقوےٰ اور پرہیزگاری میں ڈوبا ہوا ہو ـــ اصل میں تقویٰ ہی تمام علوئے مراتب اور سرفرازی کی اصل وجہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔

Marfat.com

آج جب کہ عام مسلمانوں نے اوامر ونواہی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تقویٰ اور پرہیزگاری سے بے نیازی اختیار کر لی ہے اور رضائے الٰہی سے غافل ہو کر حصول دنیا اور لہو ولعب ہی کو اپنی حیات کا مقصد سمجھ لیا ہے۔ ایسے لوگوں کے حالات ومعاملات کو راہِ راست پر لانے اور ان کی اصلاح احوال کی خاطر یہ ضروری سمجھا گیا کہ ایک ایسے مردِ مومن اور ولی برحق کی زندگی کا لائحہ عمل عوام کے سامنے پیش کیا جائے جس نے اپنی عملی زندگی اور تعلیمات کی روشنی سے مردہ قلوب کو منور کر دیا اور جن کی شان واوصاف کے تذکرہ میں علامہ اقبال مرحوم یوں رطب اللسان ہیں ؎

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ کی سیرت آج بھی گم کردہ راہوں کے لئے شمع ہدایت اور صراطِ مستقیم کے متلاشیوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے سکتی ہے۔ حضرت شیخؒ نے صدہا برس پیشتر شریعت وسنت کے عین مطابق اصلاح

Marfat.com

معاشرہ کے لئے جو زریں اصول پیش کئے تھے ـــــ انسانی زندگی کو جو پاکیزہ سانچہ عطا کیا تھا ـــــ ہمارے فکری میلانات ورجحانات کو نیکی کی جن راہوں پہ لگایا تھا ـــــ معاشرتی، تہذیبی اور اخلاقی زندگی کو اپنی باعمل زندگی سے جو سبق دیئے تھے ـــــ بدعملی اور بدی سے کنارہ کشی کے لئے جو وجوہ وعلل ذہن نشین کرائے تھے ـــــ وہ تبلیغ و تعلیم ـــــ وہ اعمالِ حسنہ ـــــ زندگی گذارنے کے وہ اصلاحی واسلامی سانچے ـــــ سچ پوچھئے تو آج بھی انسانی تہذیب کی بقا کی علامت اور ضمانت ہیں۔ آپؒ کی عملی زندگی اور افعال و کردار کا نمونہ دین و دنیا کے لئے ایسا لائحہ عمل ہے جس سے استفادہ کے بعد انسانی کردار کو ثریا کی رفعت سے ہم کنار کیا جا سکتا ہے۔

زیر نظر کتاب اسی غرض کے تحت لکھی گئی ہے جس میں حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جیسی بلند و عظیم شخصیت کی عملی زندگی، تعلیمات، اقوال، ارشادات و فرمودات اور پند و نصائح کو علیحدہ علیحدہ ابواب میں تقسیم کر کے نہایت تفصیل کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ مجموعہ آٹھ بابوں پر مشتمل ہے جن میں شیخ ممدوح کی سوانح حیات کے ساتھ ساتھ آپ کی تعلیمات کے تقریباً ہر پہلو کو نمایاں طور پر پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

Marfat.com

آپ نے جہاں حقیقت و معرفت کے حجابوں کی نقاب کشائی کی ہے۔ اور ریاضت و مجاہدہ کے عمیق رموز بیان فرمائے ہیں اور مکاشفہ اور مشاہدہ کی تجلیات کی کرنوں کو چمکایا ہے وہاں آپ نے اوامر و نواہی کی پابندی اور احکام شریعت کی پیروی کی بھی تاکید کی ہے جیسا کہ امام عبدالوہاب شعرانیؒ کا قول ہے "کہ علم تصوف اس علم کا نام ہے جو اولیاء اللہ کے دلوں میں اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے۔ جب کتاب و سنت پر عمل کرنے سے وہ منور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت شیخ ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ "اے میرے مرید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ اور اسوۂ حسنہ کی مکمل پیروی کر اور اپنی زندگی میں کوئی ایسا اقدام نہ کر جو سنت رسولؐ کے خلاف ہو چونکہ ہر وہ عمل اور رسم و رواج جو سنت کے خلاف ہو بدعت ہے اور ہر بدعت درگاہ خداوندی میں مردود و مقہور قرار دی جاتی ہے۔" اسی لئے ارکان دین کے متعلق آپ کے فرامین کو 'اتباع شریعت کی تاکید' کے عنوان سے باب ہشتم میں علیحدہ بیان کیا گیا ہے تاکہ اس غلط خیال کی تردید ہو سکے کہ اتباع شریعت اور ارکانِ دین کی پیروی کے بغیر درجہ ولایت مل سکتا ہے

حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کی تعلیم کے ساتھ ظاہری احوال و معاملات کی درستگی کی بھی تلقین فرمائی ہے اور اس کے لئے ایک عارف کو با اصول ہونا لازمی قرار دیا ہے چنانچہ ساتویں باب میں کھانے پینے، سونے، چلنے پھرنے، بات

Marfat.com

چیت کرنے اور نکاح کے آداب کے متعلق آپ کے فرمودات بیان کئے گئے ہیں تاکہ لوگ ان آداب پر عمل پیرا ہو کر ضابطہ اور اصول کی زندگی بسر کرنا سیکھیں۔

مختصر یہ کہ آپ کی تعلیمات اور ارشادات کا ایک ایک لفظ گنجینۂ حکمت و معرفت ہے جس میں مسلمانوں کی ظاہری اور باطنی اصلاح و فلاح کا ایک لازوال درس پوشیدہ ہے۔

اس کتاب کی تالیف میں جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

کشف المحجوب، کشف الاسرار۔ بزم صوفیہ تحقیقات چشتی۔ بیان المطلوب اردو ترجمہ کشف المحجوب مولوی فیروزالدین صاحب۔ کشف المحجوب اردو ترجمہ عبدالرحمٰن طارق۔ اخبار الصالحین۔ سوانح عمری مصنفہ محمد الدین صاحب فوق۔

مذہب دین کے ایک طالبعلم کی حیثیت سے مؤلف کو اپنی بے بضاعتی اور بے مائگی کا احساس بھی ہے اور اعتراف بھی لہٰذا اس تالیف میں ناظرین اگر کچھ غلطی دیکھیں تو اس کو بہ نظر تسامح ملاحظہ فرمائیں۔

آخر میں بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ باری تعالیٰ مجھ عاصی اور جملہ مسلمانوں کو بالعموم اور طالبان حق و صداقت اور تشنگان معرفت کو بالخصوص ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اس شمع معرفت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

محررہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ — احقر الانام (حکیم) سید امین الدین احمد دہلوی

خلف

مطابق یکم ماہ مارچ ۱۹۶۰ء — استاذ الاطباء عالیجناب مولوی حکیم سید شہاب الدین احمد صاحب دہلوی مرحوم مغفور

Marfat.com

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

(اقبال)

Marfat.com

Marfat.com

باب اوّل

(ابتدائی دور)

۱- ولادت اور حسب نسب
۲- وطن کے حالات
۳- حضرت کے زمانہ میں غزنی کے سیاسی حالات
۴- آپ کا مشرب اور سلسلۂ ارادت
۵- بیعت
۶- آپ کے پیر طریقت
۷- کراماتِ پیر طریقت
۸- وفاتِ پیر طریقت
۹- اقوالِ پیر طریقت
۱۰- کسبِ فیض
۱۱- سیر و سیاحت
۱۲- ازدواجی زندگی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام اربابِ طریقت، پیشوائے اولیائے اہلِ حقیقت، واقف رموزِ شریعت شمس العارفین، سراج السالکین، حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اہلِ بصیرت کے مقتدا اور اس گروہ کے ان اکابر اولیاء میں سے ہیں جن پر زمانہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ اور اس اعتبار سے آپ کو امتیازی حیثیت اور منفرد شہرت حاصل ہے کہ آپ نے پانچویں صدی ہجری میں برصغیر ہند و پاک کے شمال مغربی حصّہ میں اسلام کو پھیلایا جہاں سے سرزمین ہند و پاک میں نورِ اسلام کا پہلا دھارا پھوٹا اور جس نے بھی اس شاداب چشمہ سے روحانیت کا ایک مقدس اور شیریں گھونٹ پیا قدرت نے اس پر رحمت کی جھڑی لگا دی اور آپ ہی کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے لاہور کے اطراف و اکناف میں علمِ رشد و ہدایت بلند ہُوا۔

ولادت، اور حسب نسب آنجناب کا اسم گرامی اور نام نامی علی اور آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ شاہانِ غزنیہ کے زمانہ میں حضرت زیدؓ کے خاندان کے

Marfat.com

ایک بزرگ جن کا نام حضرت سید عثمان بن علی جلابی تھا غزنی تشریف لائے
اور وہیں سکونت اختیار فرمائی اور حضرت سید عثمان بن علی اپنے زمانہ کے
مشہور اولیاء کرام میں سے تھے۔ تقریباً ۴۰۰ھ میں آپ کے یہاں آسمان
ولایت کا یہ بدر کامل طلوع ہوا۔ جد امجد کے نام پر آپ کا اسم گرامی علی رکھا گیا
ہجویر اور جلاب نامی دو بستیاں مضافات غزنی میں تھیں۔ آپ کی والدہ محترمہ
ہجویر کی رہنے والی تھیں اور ہجویر ہی میں آپ پیدا ہوئے۔ اور آپ کے
والد گرامی جلاب کے باشندے تھے۔ اس وجہ سے آپ کو ہجویری اور
جلابی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سفینۃ الاولیاء میں شہزادہ دارا شکوہ نے ہجویر اور
جلاب کا تذکرہ اس طرح کیا ہے کہ "شہر غزنی میں جلاب اور ہجویر دو محلے
تھے۔ اسی طرح نفحات الانس میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ
ہجویر اور جلاب غزنی کے دو مشہور محلے تھے ۔ سلطان الاولیاء حضرت محبوب
الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں حضرت امیر حسن علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے
علی ہجویری لکھا ہے اور یہ بات صاف واضح ہے کہ لفظ ہجوری، ہجویری
ہی کی تبدیل شدہ شکل ہے ۔ دیگر تذکروں میں بعض مصنفین نے بجائے
جلابی کے جلالی لکھا ہے، لیکن جلالی صحیح نہیں ہے کیونکہ قصبۂ جلاب کی مناسبت

Marfat.com

سے آپ کو جلابی کہا جاتا ہے اور جلالی میں بظاہر کوئی مناسبت نہیں معلوم ہوتی۔ حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "کشف الاسرار" میں اپنے وطن مالوف کی بابت اس طرح ذکر فرمایا ہے " میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ میری پیدائش کا مقام ہجویر ہے " اللہ تعالےٰ اس سرزمین کو تمام آفات اور حادثات سے محفوظ اور ظالم بادشاہوں کے ظلم و تشدد سے مامون رکھے "۔ آپ کی اس تحریر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنے وطن کے ساتھ کس قدر انسیت اور محبت تھی۔

وطن کے حالات تقوےٰ اور پرہیزگاری میں آپ کے آباواجداد ایک امتیازی شان اور شہرت رکھتے تھے۔ آپ کے والد محترم حضرت سید عثمان غزنوی غزنی میں سکونت رکھتے تھے اور اسی جگہ مدفون ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک بھی غزنی ہی میں ہے جو حضرت شیخ تاج الاولیاء کے مزار کے قریب ہے اور حضرت شیخ تاج الاولیاء رشتہ میں آپ کے خالو لگتے ہیں۔

غزنی کے سیاسی حالات ۲۳ ربیع الاول ۴۲۱ھ کو سلطان محمود کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد اس کے دو بیٹوں یعنی امیر محمد اور امیر مسعود میں

Marfat.com

پانچ مہینہ تک مسلسل تاج و تخت کے بارے میں لڑائی جھگڑا ہوتا رہا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ امیر مسعود نے تخت پر قبضہ کر لیا اور رعایا نے اطمینان کا سانس لیا۔ چونکہ ملک کا دوسرا دعویدار امیر محمد کو اندھا کر کے مقید کر دیا گیا تھا۔ اس لئے نو دس سال تک جب تک حضرت علی ہجویری غزنی میں رہے ملک کی حالت عام طور پر تشویش ناک نہ تھی۔ البتہ سلطان مسعود سلجوقیوں اور ترکمانوں سے برابر مقابلہ کرتا رہا اور ۴۲۹ھ میں جرجان اور طبرستان فتح کرنے کے بعد ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور ہانسی اور سونی پت کے قلعوں کو فتح کر لیا لیکن اس کی غیر موجودگی میں اس کی سلطنت میں بغاوت ہو گئی۔ سلجوقی اور ترکمانی اور امیر طبرستان سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے جن پر بڑی مشکل سے قابو پایا گیا۔

۴۳۱ھ میں جس سال حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن مالوف سے ہندوستان کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اس سال غزنی میں بڑی تباہی آئی۔ ماہ رمضان المبارک ۴۳۱ھ میں ترکمانوں نے چاروں طرف سے غزنی کو گھیر لیا۔ اس کے تمام راستے بند کر دیئے۔ بڑی ہیبت ناک جنگ ہوئی۔ اس موقعہ پر بڑے بڑے سرداروں نے سلطان کے ساتھ بے وفائی کی۔ وہ سب کے

Marfat.com

سب دشمن سے جا ملے۔ لیکن سلطان اکیلا لڑتا رہا۔ آخر مرد میں گیا بعض مفرور
سرداروں کو ہندوستان کے قلعوں میں قید کیا اور اپنے بھائی امیر محمد کو جو اس
کے حکم سے نابینا کیا گیا تھا غزنی کے قلعہ میں تبدیل کر دیا۔ اس کے بیٹوں کو
زر کثیر عطا کیا، خلعتیں دیں اور ان کے وظیفے مقرر کر دیئے بلکہ اس کے بڑے
بیٹے امیر محمد احمد کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔ اس کے بعد زر و جواہر اور
تمام ضروری سامان لے کر اپنی بیگمات کے ہمراہ ہندوستان گیا۔ اس کا ارادہ
تھا کہ وہاں سے فوج جمع کر کے لائے اور اس کی مدد سے سلجوقیوں کو شکست
دے کر اپنے ملک سے نکال دے۔ تمام امیروں اور وزیروں نے اس کو
منع کیا لیکن اس نے اپنا ارادہ نہیں بدلا۔ بالآخر دریائے سندھ کو عبور کر کے
ہندوستان آیا۔ سلطان نے یہ غلطی کی تھی کہ خزانوں کو پیچھے رکھا چنانچہ ایک
امیر کی نیت بدل گئی۔ وہ خزانے لے کر واپس لوٹا اور اندھے امیر محمد کو جو
قلعہ میں مقید تھا اس کے انکار کے باوجود تخت حکومت پر بٹھا دیا اور سلطان
مسعود سے لڑانے کے لئے دریائے سندھ کے پار لے گیا چونکہ اقبال ختم ہو
گیا تھا اس لئے سب چھوٹے بڑوں نے ساتھ چھوڑ دیا بالآخر گرفتار ہو کر اپنے
اندھے بھائی کے سامنے جواب امیر محمد کی بجائے سلطان محمد تھا لایا گیا جس

Marfat.com

کو اس نے جان بخشی کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا جہاں وہ اپنے داماد اور سلطان محمد کے بیٹے امیر احمد کی سازش سے ۴۳۲ھ میں قتل کر دیا گیا۔

مختصر یہ ہے کہ جب حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لانے لگے تو اس وقت غزنی خون خرابے اور قتل و غارت کا مرکز بنا ہوا تھا۔

آپ کا مشرب اور سلسلۂ ارادت مشرب کے لحاظ سے آپ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ حنفیہ کے پیرو کار تھے اور طریقت و تصوف کے اعتبار سے آپ کا طریقہ جنیدیہ تھا جس کا سلسلہ یہ ہے :۔

سید علی ہجویری از حضرت خواجہ ابو الحسن ختلی من ابو الحسن حضرمی من حضرت شیخ ابو بکر شبلی من سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی من حضرت سری سقطی من حضرت خواجہ حبیب عجمی من حضرت حسن بصری رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین من امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم من تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کا منظوم شجرہ طیبہ یہ ہے :

علی ہجویری آں پیر ولایت زدست شیخ بو الفضلؒ ہدایت
ابو الفضلؒ از علی حصریؒ گرفتہ بدست خدمت اسرار نہفتہ

86754

Marfat.com

علی حصریؒ بوے اسرارِ کلی — رسید از خدمت بوبکر شبلیؒ

بہ شبلی از جنیدؒ آمد عطائے — کہ در عالم شدہ او رہنمائے

جنیدؒ از سری وسقطی بپوشید — لباس پارسائی را چہ خوش دید

سری سقطیؒ از معروف خرقہ — بہ برپوشید و شد والئی خرقہ

شد معروفؒ از داؤد طائی — چراغ خانقاہِ پارسائی

بہ داؤد از حبیبؒ آں فتح باب است — حبیبؒ آں کز حسنؒ کامیاب است

حسن بصریؒ مرید مرتضٰے بود

علی را پیرِ کامل مصطفٰے بود

بیعت آپ نے حضرت شیخ ابوالحسن محمد بن الحسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی اور انہیں سے باطنی اور روحانی تعلیم حاصل کی۔ حضرت شیخ ابوالحسن محمد ختلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابوالحسن حصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ جن کا سلسلہ طریقت جنیدیہ سلسلہ سے منسلک تھا چنانچہ حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں طریقہ جنیدیہ کے بارے میں فرمایا ہے "کہ ہمارے تمام شیوخ واکابرین جنیدی سلسلہ سے منسلک ہیں اور یہ طریقہ بہت معروف اور زیادہ مشہور ہے۔

Marfat.com

آپ کے پیر طریقت جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن الحسن ختلی کے مرید تھے ۔ اور کشف المحجوب میں اپنے پیشوائے طریقت کی مندرجہ ذیل الفاظ میں تعریف بیان کی ہے :۔

اقتدائے من اندر طریقت بدوست، عالم بود اندر تفسیر و روایات و اندر تصوف مذہب جنید رحمۃ اللہ علیہ داشت و مرید حصری بود و صاحب سروانی و از اقران ابو محمد فروانی و ابوالحسن بن سالبہ بود و شصت سال بحکم عزلتے صادق بگوشہائے اندر مے گریخت و نام خود از میان خلق گم کردہ بود و بیشتر بجبال لگام بودے و عمرے نکو یافت، وے را آیات و براہین بسیار بود۔ اما لباس و رسوم متصوفہ نداشتے و با اہل رسم شدید بودے و من ہرگز از وے ہیبت تر مردے ندیدہ بودم و از وے مے آید کہ گفت "الدنیا یومٌ ولنا فیہا صومٌ" — دنیا یک روزہ است و ما خود اندر آں روز بروزہ ایم یعنی از اں ہیچ نصیب نمے گیریم و اندر بند وے نیا ایم از انچہ آفت بدیدہ

ایم و بر حجب آں واقف شدہ و ازاں اعراض کردہ۔"

کشف المحجوب صفحہ ۱۳۲

ترجمہ:۔ طریقت میں وہ میرے پیشوا ہیں اور تفسیر و حدیث کے ایک متبحر اور جید عالم تھے اور تصوف میں آپ جنیدیہ سلسلہ سے منسلک تھے۔ حضرت شیخ حصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور سروانی اور ابو عمر قزوانی اور ابوالحسن بن سالبہ آپ کے ہمعصروں میں سے تھے۔ عزلت صادق کے طور پر ساٹھ برس تک گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے رہے اور مخلوق سے دور رہ کر گمنامی کی زندگی گزاری اور زیادہ تر جبل لگام میں رہتے تھے۔ آپ کی عمر بہت زیادہ ہوئی۔ آیات و براہین پر بڑا عبور رکھتے تھے لیکن صوفیائے کرام کے لباس اور ان کی رسوم کے پابند نہیں تھے بلکہ جو لوگ رسومات صوفیہ کے پابند تھے ان کے سخت خلاف تھے۔

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں اپنے پیر طریقت سے زیادہ بارعب اور پرہیبت کوئی شخص نہیں دیکھا آپ کا قول ہے" الدنیا یومٌ ولنا فیھا صومٌ یعنی دنیا

Marfat.com

ایک دن کی ہے اور ہمارے واسطے اس دنیا میں روزہ ہے۔
یعنی مقصد یہ ہے کہ ہم نہ تو دنیا کے کسی حصہ میں شریک ہیں
اور نہ دنیا کی قید میں مقید کیونکہ ہم کو دنیا کی آفتوں کا تجربہ ہے
اس لئے ہم نے اس دنیا کے حجابوں سے واقف ہو کر اس
سے علیحدگی اختیار کر لی ہے"

کرامت پیر طریقت حضرت شیخ ہجویری کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے مرشد کامل کے ہاتھ دھلا رہا تھا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب تمام امور تقدیر اور قسمت سے وابستہ ہوتے ہیں تو پھر آزادوں کو پیروں اور پیشواؤں کا غلام کس واسطے بنایا جاتا ہے کیا صرف پیروں کی کرامات کی امید پر، حالانکہ میرے دل میں یہ خیال اور وسوسہ پیدا ہوا تھا اور یہ بات میں نے زبان سے نہیں نکالی تھی مگر پیر روشن ضمیر نے اپنے کشف سے یہ بات معلوم فرمالی اور کہنے لگے بیٹا جو کچھ تیرے دل میں خیال پیدا ہوا ہے مجھ کو معلوم ہو گیا۔ جب اللہ تعالےٰ کسی کو تاج و تخت دینا چاہتا ہے تو اس کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور وہ ایک مہربان دوست کی خدمت کرنے لگتا ہے۔ اور

Marfat.com

اور اسی خدمت کے نتیجہ میں اس کی کرامت ظہور میں آتی ہے۔

حضرت شیخ اپنے مرشد کامل کی دوسری کرامت کا اظہار کرتے ہوئے کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے پیر طریقت بیت الجن سے دمشق کی طرف جارہے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ جارہا تھا چونکہ بارش کی وجہ سے کیچڑ ہوگئی تھی اس وجہ سے ہم لوگ بمشکل چل رہے تھے لیکن اس قدر کیچڑ کے باوجود جب میری نظر اپنے مرشد کے پائجامہ اور جوتی پر پڑتی تھی تو وہ بالکل خشک معلوم ہوتے تھے۔ میں نے شیخ سے اس کی وجہ دریافت کی تو جواباً فرمایا کہ جب سے میں نے توکل کے راستہ سے ہمت کو اٹھالیا ہے اور وحشت سے باطن کو نگاہ میں رکھا ہے اس وقت سے اللہ تعالےٰ نے ان آلائشوں سے میرے قدموں کو پاک و صاف کر دیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد ۵۶ برس تک ایک ہی لباس زیبِ تن کئے رہے اور جب وہ پھٹ جاتا تو بلا تکلف اس میں پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ لباس جامہ درجامہ ہوگیا اور اصل کپڑے کا نام و نشان ہی ختم ہوگیا۔

Marfat.com

وفات پیر طریقت

حضرت شیخ کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں
کہ اپنے مرشد کی صحبت میں روزانہ مجھ پر بے شمار لطائف کا انکشاف ہوتا تھا۔ فرمایا پیر طریقت کا وصال میرے زانو ہی پر ہوا۔ اور ان کے وصال کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ جس دن آپ کا انتقال ہوا آپ بیت الجن میں مقیم تھے (بیت الجن دمشق اور بایاں روڈ کے درمیان ایک گھاٹی پر واقع ہے) اس وقت میری گود میں آپ کا سر رکھا ہوا تھا اور میرے دل کو بڑی تکلیف محسوس ہو رہی تھی اور جیسا کہ عام لوگوں کی عادت ہوتی ہے میں نے ایک دوست سے اس کا اظہار کیا۔ آپ مجھ سے فرمانے لگے "اے بیٹے" میں تم سے اعتقاد کا مسئلہ بیان کرتا ہوں کہ اس کے بموجب تم اپنے خیالات کی اصلاح کر لو تو تم کو تمام تکالیف سے نجات مل جائے گی — فرمایا اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالےٰ ہر جگہ اور ہر زمانہ میں نیکوں اور بروں کو پیدا فرماتا ہے مگر اس کے فعل سے نہ دشمنی کرنی چاہیئے اور نہ کسی تکلیف کو اپنے دل میں جگہ دینی چاہیئے۔ بس اس کے علاوہ اور کوئی وصیت نہیں فرمائی اور جان مبارک جان آفریں کے سپرد کر دی۔

Marfat.com

اقوال پیر طریقت حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کرامت کے بارے میں اپنے پیر طریقت کا قول بیان فرماتے ہیں کہ

(۱) کرامت کا ظاہر نہ کرنا بہتر ہے لیکن اگر کوئی ولی اپنی ولایت کو ظاہر کردے تو اس کے اظہار سے ولی کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

(۲) حضرت خواجہ ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو کم بولنے اور کم سونے کی بڑی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

(۳) اور فرمایا کرتے تھے کہ جب تک نیند کا شدید غلبہ نہ ہو اس وقت تک ہرگز مت سوؤ اور جب نیند سے بیدار ہو تو پھر دوبارہ سونے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ زیادہ سونا مرید کے لئے حرام ہے اور یہ بے کاری کی علامت ہے۔

(۴) مسئلہ سماع کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو منزل سے پیچھے رہ گئے ہوں سماع ان لوگوں کا توشہ ہے اور جو منزل پر پہنچ گئے ہوں ان کو سماع کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وصل کے محل میں سماع کے سننے کا حکم معزول ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اپنے شیخ طریقت کے متعلق حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسمی اور مصنوعی صوفیوں کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے۔ نیز فرمایا کہ میں نے اپنے پیر طریقت سے زیادہ ہیبت ناک اور بارعب کوئی شخص نہیں دیکھا۔

کسب فیض شریعت اور طریقت کے اس نیر درخشاں نے جس کسی کو علم دین، علم معرفت وسلوک میں کامل دیکھا اسی سے اکتساب فیض کیا جن میں سے حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ علیہ ممتاز اور قابل ذکر ہستیاں ہیں اور ان دونوں حضرات کو کشف المحجوب میں اپنے اساتذہ میں شمار کیا ہے اور حضرت ابوالعباس بن محمد الاشقانی کو بھی اپنے استاذوں میں شامل کیا ہے اور ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے امام منفرد اور اپنے مسلک اور طریقہ میں یکتائے زمانہ تھے۔ علم اصول اور فروع کے امام اور علم معانی میں بلند مقام رکھتے تھے۔ بہت سے مشائخ کی صحبت میں رہے تھے اور اکابر و اجلہ اہل تصوف میں سے تھے۔ اپنی راہ کو فنا سے تعبیر کرتے تھے مجھکو ان سے بڑی نسبت تھی۔ اور ان کو بھی میرے ساتھ سچی محبت تھی۔

Marfat.com

میں نے بہت سے علوم ان سے سیکھے تھے اور جب تک میں ان کی صحبت میں رہا ان سے زیادہ کسی کو تتبع شریعت نہیں پایا۔ تمام موجودات سے انہوں نے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور امام محقق کے سوا ان کو کسی سے فائدہ نہ پہنچتا تھا۔ ان کی عبارت علم اصول میں بہت دقیق و مشکل ہوتی تھی۔ وہ ہمیشہ دنیا و عقبیٰ سے متنفر رہتے تھے اور برابر شور کرتے رہتے تھے اشتہی عدماً لا وجود لہٗ یعنی اس عدم کی خواہش کرتا ہوں جس کا وجود نہیں۔ اور فارسی میں کہا کرتے تھے "ہر آدمی را بایست محال باشد و مرا نیز بایستنی محال است کہ بہ یقین دانم کہ آں نباشد" اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس عدم کی جانب مجھ کو لے جائے جہاں عدم کا وجود نہ ہو، مقامات و کرامات صرف حجاب و بلا ہیں۔ آدمی کو اپنے حجاب کا عاشق ہونا چاہیئے۔ دیدار کی آرزو کی نیستی حجابات کے آرام سے بہتر ہے۔ صرف باری تعالےٰ جل شانہٗ و عمّ نوالہ کی ذات پاک کی ہستی کے لئے عدم نہیں ہے۔ اگر میں نیست ہو جاؤں اور اس نیست کی کوئی ہستی نہ ہو تو اس کے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور یہی صحتِ فنا کا اصل منشا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

کشف المحجوب میں ایک اور جگہ حضرت شیخ ابوالعباس اشتقانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں ایک دن شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ فرما رہے تھے "ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علی شیئٍ یعنی خدا تعالیٰ نے مملوک غلام کی مثال دی جس کو کسی چیز پر قدرت نہیں ہوتی اور رو رہے تھے اور نعرہ لگا رہے تھے جب اس کیفیت و حال کے متعلق دریافت کیا تو جواب دیا کہ گیارہ برس سے اس مقام پر ہوں مگر آگے نہیں بڑھتا ہوں۔

حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں حضرت شیخ ابوجعفر محمد بن المصلح الصیدلانی کو بھی اپنے اساتذہ میں سے لکھا ہے ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ رؤسائے متصوفین تھے۔ علم تحقیق میں ان کی زبان عمدہ تھی۔ اور ان کو حسین بن منصور سے محبت تھی اور میں نے انہیں سے ان کی بعض تصانیف پڑھی ہیں۔

حضرت شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القیشری سے بھی اکتساب فیض فرمایا اور ہر جگہ ان کے نام کے ساتھ استاد کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن واضح الفاظ میں یہ تحریر نہیں کیا کہ ان کی شاگردی اختیار کی تھی یا

نہیں۔ البتہ ان کی علمی معلومات اور تصانیف کی تعریف کی ہے۔ اور خود ان کی زبانی بیان کردہ بہت سے اقوال کا ذکر کیا ہے۔

حضرت شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ الگرگانی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ میرے معلّم تھے اور ان سے عجز و نیاز کی تعلیم حاصل کی تھی۔

آئمہ متاخرین میں سے ابوالعباس احمد بن محمد القصاب، ابوعبداللہ محمد بن علی المعروف بالداستانی، ابوسعید فضل اللہ بن محمد، اور ابواحمد المظفر بن احمد بن حمدان سے بھی تعلیمی استفادہ کیا اور ان کی تصانیف سے مستفید ہوئے ہیں۔ اور خاص طور پر لطف و لذّت کے ساتھ ان بزرگوں کا کشف المحجوب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ پر خواجہ ابواحمد المظفر کی فنا و بقا اور مجاہدہ اور مشاہدہ کی تعلیمات کا بڑا اثر تھا چنانچہ ان کی صحبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شدید گرمی میں ان کے پاس گیا۔ میرے بال اُلجھے ہوئے تھے تو انہوں نے دیکھ کر دریافت فرمایا کہ کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں سماع سننا چاہتا ہوں چنانچہ انہوں نے فوراً قوال کو بلایا اور جب محفل سماع شروع ہوئی تو مجھ پر بڑی کیفیت اور بے قراری کا غلبہ ہو

Marfat.com

گیا۔ جب میرا جوش وخروش ٹھنڈا ہو گیا تو دریافت کیا۔ سماع میں کیا لطف آیا۔ میں نے عرض کیا مجھ کو تو بڑا لطف آیا۔ فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ تم کو سماع اور کوے کی آواز میں کوئی فرق نہ معلوم ہوگا۔ نیز فرمایا کہ جب تک مشاہدہ نہیں ہوتا اس وقت تک سماع میں کیف ولطف معلوم ہوتا ہے۔ اور جب مشاہدہ ہو جائے گا تو سماع کا شوق ختم ہو جائے گا۔ لیکن اس بات کی تاکید کی کہ سماع کی عادت جزو طبیعت نہ ہو جائے۔

سیر وسیاحت حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سیر وسیاحت کے بڑے شوقین تھے اور آپ کو سیاحت فطری طور پر مرغوب تھی۔ چنانچہ "سیروا فی الارض" کے ارشاد الٰہی کے ماتحت عمر کا بیشتر حصہ سیر وسیاحت میں گذارا اور آپ نے اس زمانہ کے تمام اسلامی ممالک کا دورہ کیا اور دوران ممالک کے مشائخ اور علمائے کرام کی خدمت میں پہنچ کر ان کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ چنانچہ آپ نے اپنی تصنیف کشف المحجوب میں ترکستان، ماوراءالنہر، خراسان، کرمان، خوزستان، طبرستان، آذربائیجان، قہستان، پارس، بغداد اور شام وعراق کی سیاحت اور سفر کا ذکر فرمایا ہے اور ان مقامات پر جن جن صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کی صحبتوں سے اکتساب

Marfat.com

فیض کیا۔ ان کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ خراسان میں میں نے تین سو شیوخ و اولیائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور جن بزرگانِ دین کی صحبت سے خاص طور پر مستفیض و متاثر ہوئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

شیخ محمد زکی بن العلاء، شیخ القاسم سدسی، شیخ الشیوخ ابوالحسن ابن سالبہ شیخ ابو اسحٰق بن شہریار، شیخ ابوالحسن علی بن بکران، شیخ ابو عبداللہ جنیدی، شیخ ابو طاہر مکشوف، شیخ احمد بن شیخ خرقانی، خواجہ علی بن الحسین السیرکانی شیخ مجتہد ابو العباس دامغانی، خواجہ ابو جعفر محمد بن علی الجودینی۔ خواجہ رشید مظفر ابن شیخ ابو سعید، خواجہ شیخ احمد حمادی سرخسی اور شیخ احمد نجار سمرقندی۔

فرماتے ہیں کہ جب میں منازل سلوک کے طے کرنے میں مجاہدہ میں مشغول تھا تو مجھ کو ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا اور وہ یہ تھا کہ میں نے ایک بار شیخ ابو یزید کے آستانہ پاک پر چلہ کشی کی اور مسلسل تین ماہ تک روزانہ غسل اور وضو کر کے مراقبہ میں بیٹھتا تھا مگر وہ کشف حاصل نہیں ہوا جو ایک مرتبہ وہیں حاصل ہو چکا تھا۔ آخر کار مایوس ہو کر وہاں سے اٹھ کر خراسان کے ایک گاؤں میں پہنچا اور وہاں پر ایک خانقاہ تھی جس میں

Marfat.com

متصوفین کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی - ان لوگوں نے مجھ کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا اور بعض نے کہا کہ یہ ہم میں سے نہیں ہے اور یہ واقعہ ہے کہ میں ان میں سے نہیں تھا۔ وہ لوگ خود تو ایک اونچے کوٹھے میں رہتے تھے اور میرے قیام کے لئے ایک علیحدہ کوٹھا مجھ کو دے دیا۔ وہ لوگ خود عمدہ اور لذیذ کھانا کھایا کرتے تھے اور مجھ کو روکھی سوکھی روٹی دیتے تھے اور کھانے کے بعد تمسخر کے طور پر خربوزے کے چھلکے میرے سر پر پھینکتے تھے اور مجھ کو طعن و تشنیع کیا کرتے تھے مگر وہ جس قدر زیادہ مجھ پر طنز کرتے تھے اسی قدر میرا دل ان سے خوش ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ذلت و توہین برداشت کرتے کرتے مجھ کو وہ کشف حاصل ہو گیا جو اس سے پہلے مجھ کو حاصل نہیں ہوا تھا۔ اس وقت مجھ پر یہ راز کھلا کہ مشائخ جاہلوں کو اپنے پاس کیوں ٹھیرنے کے لئے جگہ دیتے ہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شام میں حضرت بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس کے سرہانے سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام باب بنی شیبہ سے اندر داخل ہو رہے ہیں۔ اور آپ کی گود میں

ایک بوڑھا شخص ہے اور اس کو آپ اس طرح گود میں لئے ہوئے ہیں
جیسے کوئی بچہ کو گود میں لیتا ہے۔ میں نے تعظیماً آگے بڑھ کر آپ کے
قدمہائے مبارک کو بوسہ دیا اور میں یہ تعجب کر رہا تھا کہ آپ کی گود میں یہ
بوڑھا آدمی کون ہے، حضور پاک نے میرے دل کی حیرانی کو معلوم فرما
لیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ آدمی تیرا اور تیرے دیار والوں کا امام یعنی ابوحنیفہ
ہے جب میں خواب سے بیدار ہُوا تو میں نے اس خواب سے یہ تعبیر اخذ
کی کہ اگرچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ جسمانی طور پر فنا ہو چکے ہیں لیکن
احکامِ شرعیہ کے لئے باقی اور قائم ہیں اور حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات
صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حامل ہیں۔

جب حضرت شیخ ہجویری ملک عراق میں مقیم تھے تو کرم و بخشش کا
یہ عالم تھا کہ جس شخص کو کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ آپ کی طرف رجوع
کرتا تھا۔ اور گویا دنیا حاصل کر کے لٹا رہے تھے اور اس کا سلسلہ یہاں
تک بڑھا کہ آپ مقروض ہو گئے۔ ایک درویش نے آپ کو کہلا بھیجا کہ اے
فرزند! ایسا نہ ہو کہ ان مصروفیات میں مشغول ہو کر خدا تعالےٰ کی یاد سے
غافل ہو جاؤ اور تمہارا یہ شغل ہوائے نفس ہے۔ اگر کوئی ایسا آدمی تم کو مِلے

Marfat.com

جس کا دل تم سے بہتر ہو تو ایسے دل کی تم خاطر مدارات کر سکتے ہو لیکن ساری مخلوق کے لئے دل کو پریشان نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ باری تعالیٰ خود اپنے بندوں کے لئے کافی ہے۔ شیخ کی اس پند و نصیحت کا حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ کے دل پر بہت اثر ہوا اور قلبی طمانیت حاصل ہوگئی اور اپنی تصنیف کشف المحجوب میں بھی اسی امر کی تعلیم و تلقین فرمائی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ خلق خدا سے قطع تعلق کرنا گویا بلا و آفات سے نجات حاصل کرنا ہے لہذا انسان کے لئے ضروری ہے کہ کسی کی طرف نہ دیکھے تاکہ لوگ اس کی طرف نہ دیکھیں۔

فرماتے ہیں کہ مخلوق سے ترک تعلق کے باوجود مسلسل چالیس برس تک سفر میں رہے لیکن کبھی نماز باجماعت قضا نہیں فرمائی اور ہر جمعہ کو نماز کے واسطے کسی قصبہ میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

جب آپ خراسان کا سفر فرما رہے تھے تو دورانِ سفر میں کمندور نامی خراسان کے ایک گاؤں میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی جن کو ادیب کمندی کہتے تھے۔ یہ بزرگ شخص بیس سال تک ایک پاؤں کے بل کھڑے رہے اور نماز کے علاوہ کسی وقت نہیں بیٹھتے تھے۔ جب ان سے کھڑے رہنے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمانے لگے کہ میں ابھی تک اس مقام پر نہیں پہنچا

Marfat.com

ہوں کہ خدا کے مشاہدے میں بیٹھنے کی عزت حاصل کر سکوں۔

جب آپ ماوراء النہر تشریف لے گئے تو احمد حمار سرخسی سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ان سے نکاح نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ فرمایا کیوں؟ کہا کہ میں اپنے زمانہ میں یا اپنے سے غائب ہوتا ہوں اور جب غائب ہوتا ہوں تو دونوں جہانوں سے مجھ کو کچھ یاد نہیں ہوتا اور جب میں حاضر ہوتا ہوں تو اس وقت اپنے نفس پر اس قدر قابو رکھتا ہوں کہ ہزار حوروں سے ایک روٹی کو بہتر سمجھتا ہوں اس لئے دل کے شغل سے کوئی شغل بہتر نہیں ہے۔

کشف المحجوب میں باب الاشعار میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک بار مرو میں تھا تو وہاں پر اہلحدیث کے ایک بہت بڑے امام نے جو اپنے زمانہ میں بہت مشہور تھے مجھ سے کہا کہ میں نے اباحتِ سماع کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے۔ میں نے جواباً کہا کہ یہ تم نے اچھا نہیں کیا اس سے بڑی خرابی رونما ہوگی۔ چونکہ تم خواجہ امام ہو اور تم نے لہو ولعب یعنی کھیل کو جو تمام گناہوں کی جڑ اور بنیاد ہے اس کو حلال قرار دے دیا ہے۔ اس کے جواب میں اہلحدیث امام نے کہا کہ اگر سماع تمہارے نزدیک حلال نہیں ہے تو پھر تم خود

Marfat.com

سماع کیوں سنتے ہو۔ حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو جواب دیا کہ ہر شخص میں سماع کے سننے کی اہلیت اور قابلیت نہیں ہوتی جس شخص کے دل میں حلال ہو تو اس کے لئے سماع حلال ہے اور جس شخص کے دل میں حرام کی تاثیر ہو تو اس آدمی کے لئے سماع حرام ہے اور جس کے دل میں مباح کی تاثیر ہو تو اس کے لئے سماع مباح ہے اور جس چیز کا ظاہری حکم گناہ ہے ممکن ہو سکتا ہے کہ صاحبِ باطن پر اس حکم کا اطلاق نہ ہو سکتا ہو۔

حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت سماع اور مراتب سماع کے تذکرہ کے ساتھ ایک واقعہ بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آذربائیجان کے پہاڑوں کا سفر کر رہا تھا تو وہاں میں نے ایک درویش کو دیکھا جو بحسرت و یاس اور بآہ و زاری اشعار پڑھ رہا تھا۔ جب وہ اشعار پڑھ چکا تو اس کا رنگ بدل گیا۔ اور اس پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور ذرا سی دیر میں وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جان آفرین کو جان سپرد کر دی۔

ازدواجی زندگی کشف المحجوب میں ازدواجی زندگی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

من کہ علی بن عثمان الجلابی ام از پس آنکہ مراحق تعالےٰ یازدہ سال از

آفت تزویج نگاہ داشتہ بود ہم تقدیر کرد تا بفتنہ اندر افتادم۔ ظاہر باطنم اسیر خلقے باشد کہ بامن کردند بے آنکہ رویت بودہ بود و یک سال مستغرق آں بودم چنانچہ نزدیک بود کہ دین برمن تباہ شود تا حق تعالےٰ بہ کمال لطف و تمام فضل خود عصمت را باستقلال دل بے چارۂ من فرستادند بہ رحمت خلاصی ارزانی داشت۔"

مصنف بزم صوفیہ نے اس فارسی عبارت کا ترجمہ یہ کیا ہے۔

"کہ ایک سال تک کسی سے غائبانہ عشق رہا مگر جب اس میں غلو پیدا ہونے لگا۔ اور قریب تھا کہ ان کا دین تباہ ہوجائے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے کمال لطف سے اس عشق مجازی کے فتنہ سے ان کو بچالیا۔"

'لیکن محمد الدین صاحب فوق نے اپنی تصنیف "سوانح عمری حضرت داتا گنج بخشؒ" میں آپ کی ازدواجی زندگی کے بارہ میں "حضرت علی ہجویریؒ کی پہلی اور دوسری شادی" کی سرخی کے تحت لکھا ہے کہ "حضرت نے اپنی شادی کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ کب ہوئی، کہاں ہوئی۔ جہاں انہوں نے دوسری شادی کا ذکر کیا ہے اور یہ لکھا ہے ــــ کہ گیارہ سال سے خدائے تعالےٰ نے نکاح کی آفت سے بچایا ہوا تھا۔ مقدر نے آخر اس میں پھنسا دیا اور میں عیال

Marfat.com

کی صحبت میں دل و جان سے بن دیکھے ہی گرفتار ہو گیا؛ یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ بچپن ہی میں مناکحت کی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے تھے اور پہلی بیوی کے انتقال کے بعد گیارہ سال تک دوسرا نکاح نہیں کیا تھا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کی پہلی شادی بھی والدین کی موجودگی ہی میں ہوئی تھی۔ اور دوسری شادی بھی ان کی موجودگی بلکہ یقیناً ان کے اصرار پر ہوئی ہو گی۔ کیونکہ حضرت نے کشف المحجوب اور کشف الاسرار میں عورتوں سے خدا کی پناہ طلب کی ہے اور ان کی ذات کو فتنہ و فساد کا مخزن قرار دیا ہے، بلکہ آپ نے اپنی دونوں متذکرہ بالا کتابوں میں حالتِ تجرید ہی کو پسند کیا ہے۔ نکاح ثانی کے بعد آپ کے یہ الفاظ کہ خدائے تعالےٰ نے اس آفت سے بچایا ہوا تھا اب مقدر نے پھر اس میں پھنسا دیا آپ کی دلی ناپسندیدگی کا روشن عکس ہیں مگر والدین کے ادب و احترام کی وجہ سے علانیہ انکار نہیں کر سکتے تھے — چنانچہ لکھتے ہیں "ایک سال تک اس آفت میں غرق رہا یہاں تک کہ قریب تھا کہ میرا دین تباہ ہو جائے کہ خداوند تعالےٰ نے اپنی کمال مہربانی اور بخشش و رحمت سے مجھے خلاصی عطا کی" یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ ایک سال کے بعد آپ کی دوسری اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

باب دوم

دُوسرا دور

۱۔ ورودِ لاہور

۲۔ وصال

۳۔ عمارت درگاہ شریف کی تفصیل

Marfat.com

Marfat.com

ورُودِ لاہور جب حضرت شیخ ہجویریؒ کے پیر روشن ضمیر کو یہ معلوم ہو گیا کہ مرید کی اب باطنی طور پر تکمیل ہو چکی ہے اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ عوام الناس کو آپ کی ذات سے فیض و برکت حاصل ہو تو آپ نے ایک دن ان سے فرمایا کہ تم لاہور جاؤ وہاں تمہاری بڑی ضرورت ہے۔ اور وہ لوگ اس چشمہ کے منتظر ہیں اور اس سے سیراب ہونے کے متمنی ہیں جو تمہاری ہدایات و نصائح اور تمہارے خلق اور تمہارے علم و فضل اور تمہارے فقر و تصوف سے اس سرزمین میں جاری ہونے والا ہے۔

مختلف روایات اس ضمن میں بہت سی روایات مشہور ہیں لیکن سب سے مستند روایت جس کا ذکر فوائد الفواد (ص۳۵) پر ہے وہ یہ ہے کہ محبوب الٰہی حضرت

Marfat.com

شیخ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ حسین زنجانیؒ اور حضرت شیخ ہجویریؒ دونوں ایک پیر کے مرید تھے اور ان کے پیر اپنے عہد کے قطب تھے۔ حضرت شاہ حسین زنجانی عرصہ سے لہاور (لاہور) میں سکونت پذیر تھے کچھ دنوں کے بعد ان کے پیر نے خواجہ علی ہجویریؒ سے کہا کہ لہاور میں جا کر قیام کرو۔ شیخ علی ہجویریؒ نے عرض کیا کہ وہاں تو ہمارے پیر بھائی اور آپ کے کامل مرید حضرت شاہ حسین زنجانی موجود ہیں اور وہ قطب الاقطاب ہیں ان کی موجودگی میں میری کیا ضرورت ہے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت ابوالفضل بن حسن ختلی نے پھر فرمایا کہ تم جاؤ جب آپ شہر کے قریب پہنچے تو شہر کے دروازہ سے ایک جنازہ باہر آتے ہوئے دیکھا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت شاہ حسین زنجانی کا جنازہ ہے چنانچہ آپ نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔

سید محمد حسن صاحب جیلانی مصنف (حضرت داتا صاحب کے حالات زندگی) نے اس بات کی تردید کی ہے کہ حضرت شیخ ہجویریؒ حضرت شیخ زنجانیؒ کے زمانہ میں لاہور تشریف لائے اور جس روز آپ لاہور میں وارد ہوئے ہیں اس روز آپ کا جنازہ سامنے سے آتا ہوا دیکھا۔ مصنف مذکور لکھتے ہیں کہ

ہندوستان میں تشریف آوری کے متعلق یہ بے سروپا قصہ بعض مصنفین

Marfat.com

نے اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہوا ہے جس کا کوئی تاریخی ثبوت دستیاب نہیں ہوتا۔ سید محمد حسین صاحب جیلانی فرماتے ہیں کہ اس حکایت کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ حضور داتا صاحب اپنے مرشد پاک کی زندگی ہی میں لاہور چلے آئے

۲۔ حضرت میراں حسن زنجانی کا سن وصال ۴۳۱ھ قرار دیا جائے۔

اگر یہ دونوں باتیں واقعات کی روشنی میں تاریخی طور پر غلط ثابت ہو جائیں تو مذکورہ بالا کہانی میں کوئی صداقت باقی نہیں رہتی۔

نمبر ۱ کے متعلق عرض ہے کہ آپ اپنے مرشد پاک کی وفات کے وقت مرشد برحق کی خدمت میں دمشق کے علاقہ میں تھے جیسا کہ آپ کشف المحجوب ص ۲۰۹ فارسی مطبوعہ سمرقند میں فرماتے ہیں۔

"واں روز کہ وے را وفات آمد بہ بیت الجن بود۔ واں دیہے است بر سر عقبہ میاں بایاں رود و دمشق سر بر کنار من داشت"۔

ترجمہ:۔ جس دن آپ کی وفات ہوئی آپ بیت الجن میں تھے۔ وہ ایک گاؤں ہے پہاڑ کی چوٹی پر جو بایاں رود اور دمشق کے

Marfat.com

درمیان ہے۔ آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔"

۱۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ اپنے مرشد پاک کی وفات کے وقت علاقہ دمشق میں تھے لاہور بعد میں آئے۔

۲۔ اگر وفات سے پہلے حضور داتا صاحب کو لاہور بھیج چکے ہوتے تو واپس دمشق پہنچنا بوقت وفات مرشد ثابت ہوتا جو کہ بداہتہً غلط ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ واقعہ ہی بعض تذکرہ نگاروں کا من گھڑت ہے۔

حضرت میراں حسین زنجانیؒ کی وفات تاریخی طور پر ۶۰۲ھ ہے جو کہ حضرت شیخ ہجویریؒ کی آمد سے ۱۷۲ سال بعد کا واقعہ ہے۔ تحقیقات چشتی صفحہ ۶۳۶ میں بھی یہی ہے اور دوسرے مورخین بھی یہی سن وفات یعنی ۶۰۲ھ ہی تسلیم کرتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۳۱ھ میں فوت نہیں ہوئے بلکہ ۶۰۲ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ لیکن حضرت شیخ ہجویریؒ تو ۴۳۱ھ میں لاہور میں تشریف لائے ہیں۔ آخر میں سید محمد حسن صاحب جیلانی لکھتے ہیں کہ اب قرین انصاف یہی ہے کہ اس واقعہ کو غلط تسلیم کر لیا جائے۔

یہ روایت بھی کہ آپ سلطان مسعود غزنوی کے عساکر کے ہمراہ لاہور تشریف

لائے تھے درست معلوم نہیں ہوتی۔

وصال ۴۳۱ھ سے لے کر ۴۶۵ھ تک جناب شیخ ہجویریؒ لاہور میں رونق افروز رہے اور ۹ محرم ۴۶۵ھ کو بانوے سال کی عمر پا کر یہ سرتاج خیل اصفیاء اور رہبر کارواں اولیاء رہگذار عالم عقبیٰ ہوئے۔ اس زمانہ میں لاہور پر سلطان ابراہیم غزنوی کی حکومت تھی۔ چنانچہ حضرت کا آستانہ سب سے پہلے اسی نے بنوایا تھا۔ اس وقت سے آج تک یہ مرقد مرجع عوام و خاص بنا ہوا ہے۔ ہر عہد میں سلاطین و اولیاء یہاں از راہ عقیدت حاضری دیتے رہے۔

اے ہما! پیشِ فقیری سلطنت کیا چیز ہے
بادشاہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے

سن وفات کے متعلق اختلاف ہے۔ سفینۃ الاولیاء میں دو روایتیں درج ہیں۔ ایک ۴۵۶ھ کی اور دوسری ۴۶۵ھ کی بابت ہے۔ آزاد بلگرامی نے مآثر الکرام میں ایک ضمنی موقع پر ۴۶۵ھ درج کیا ہے۔ مستشرق نکلسن کا خیال ہے کہ ۴۶۵ھ اور ۴۶۹ھ کے درمیان وفات ہوئی۔ مزار مبارک پر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور مولانا جامیؒ کے جو قطعات تاریخ وفات کندہ ہیں۔ ان سے بھی ۴۶۵ھ نکلتا ہے، نفحات الانس، اخبار اصفیا اور خزینۃ الاولیاء میں بھی ۴۶۵ھ ہی

Marfat.com

درج ہے۔

عمارت درگاہ شریف کی تفصیل درگاہ مقدس میں حاضر ہونے پر آپ کو سب سے پہلے ایک بلند ڈیوڑھی نظر آئے گی جس کے مغرب میں ایک عالیشان مسجد ہے۔ یہ مسجد اور ڈیوڑھی چوہدری دین محمد صاحب کے والد چوہدری غلام رسول صاحب مرحوم نے بنوائی تھی۔ ڈیوڑھی کے شمالی دروازے پر خواجہ اجمیریؒ کی موزوں کردہ تاریخ کندہ ہے۔

ایں روضہ کہ بانیش شدہ فیض الست ‏ ‏ ‏ مخدوم علی راست کہ با حق پیوست

در ہستی نیست شد ہستی یافت ‏ ‏ ‏ زاں سال وصالش افضل آمد از ہست

۴۶۵ھ ‏ ‏ ‏ خواجہ معین الدین چشتیؒ

ڈیوڑھی کے مشرقی دروازہ پر جو کتبہ ہے اس پر بانی مسجد اور دیگر صلاح کاروں کے نام درج ہیں۔ مسجد کے دروازہ پر علامہ اقبالؒ کی لکھی ہوئی تاریخ نصب ہے۔

سال بنائے حرم مومناں ‏ ‏ ‏ خواہ ز جبریل ز ہاتف مجو

چشم "بہ المسجد اقصیٰ نگن" ‏ ‏ ‏ "الذی بارکہ" ہم بگو

۴۶۵ھ

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

ڈیوڑھی سے ہوتے ہوئے کوچہ سے گزریں تو درگاہ معلّٰی کی غلام گردش پر مولانا جامیؒ کا یہ قطعۂ تاریخ کندہ ہے :-

خانقاہ علی ہجویریؒ است — خاک جاروب از درش بردار

طوطیا کن بہ دیدۂ حق بیں — تا شوی واقفِ در اسرار

چونکہ سردار ملک معنی بود — سال وصلش بر آید از سردار

۴۶۵ھ — مولانا جامیؒ

آگے دائیں ہاتھ پر ولی الہند حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین چشتیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا حجرۂ اعتکاف ہے۔ اس پر موجودہ گنبد ملک محمد شریف مرحوم نے تعمیر کرایا ہے۔ درگاہ کے گنبد پاک پر متعدد بزرگوں کے کتبے نصب ہیں جو انہوں نے بطور گلہائے عقیدت نذر مزار مقدس کئے ہیں۔

موجودہ سنگ مرمر کی غلام گردش امیر النساء اہلیہ میاں شاہ نواز نے تعمیر کرائی تھی۔ مزار کا موجودہ تعویذ مبارک جو سنگ مرمر کے ایک ہی پتھر کا بنا ہوا ہے شہزادہ دارا شکوہ نے بنوایا تھا۔ ایک دفعہ دارا شکوہ نے اپنے دادا مرشد حضرت میاں میرؒ سے ذکر کیا کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کی درگاہ پر ون کا ایک درخت ہے جس کی تعظیم پوجا کی حد تک پہنچتی جا رہی ہے۔ چنانچہ حضرت میاں میر صاحب

Marfat.com

درگاہ شریف پر حاضر ہو کر مراقبے میں سو گئے۔ حضرت شیخ ہجویریؒ نے فرمایا درخت اکھاڑ کر یہاں چھوٹا سا حوض بنوا دو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پہلے یہ حوض زمین کے ساتھ متصل تھا مگر بعد میں نیچے سنگ مرمر کا ستون لگا کر اسے بلند کر دیا گیا۔ یہ کام حاجی علی الدین صاحب نے خواب میں حکم پانے کے بعد کیا تھا جس کا پانی لوگ بطور تبرک لے کر سر اور آنکھوں پر لگاتے ہیں۔

آغازِ عہد انگریزی میں نور محمد سادھو مرحوم نے گنبد بنوایا تھا۔ دوبارہ مرمت مولوی فیروزالدین مرحوم نے کرائی۔ دیواروں پر سنگِ مرمر کی سلیں لگوائیں۔ دروں میں سنگِ مرمر کی جالیاں نصب کیں اور گنبد پر سبز ٹائلیں چنوائیں گنبد کا دروازہ (جہاں خزانہ رکھا ہوتا ہے) اور چوکھٹ میاں عبدالحنان اور میاں غلام محمد جیلانی تاجران لاہور نے بنوائی نیز گلی اور ڈیوڑھی کا فرش بھی انہوں نے بنوایا۔

میاں غلام جیلانی مہر جھنڈو کے پوتے ہیں جنہوں نے درگاہ کی مسجد بنوائی تھی یہ مسجد نئی مسجد بننے پر شہید کر دی گئی تھی۔

مزار کے گرد جالی اور کتبہ چوہدری دین محمد صاحب نے بنوایا اور گنبد کے اندر فرش ایک پارسی نے بنوایا تھا۔

Marfat.com

درگاہ کے اندر ایک حجرہ ہے جو حجرۂ قرآن پاک کہلاتا ہے۔ اس میں قرآن پاک کی کثیر جلدیں رکھی ہیں، ان میں حضرت شیخ سعدی شیرازی مرحوم اور سلطان اسلام حضرت عالمگیر مرحوم کی ہاتھوں کی لکھی ہوئی جلدیں بھی موجود ہیں۔

مسجد کے صحن میں سنگِ مرمر کی ایک سل لگی ہوئی ہے جو ساڑھے تین فٹ لمبی اور ۹ انچ چوڑی ہے۔ اس جگہ میر مومن خاں کا مزار تھا جو محمد شاہ شہنشاہ ہند کے زمانہ میں پنجاب کا نائب ناظم تھا یہ قبر مسجد کی تعمیر کے وقت گرائی گئی تھی۔ مسجد کے صحن میں ایک اور سل بھی جو پرانی مسجد کے محراب کا نشان ہے حضرت شیخ ہجویریؒ کے زمانہ کی مسجد روضہ کے ساتھ ہی مغرب کی جانب میں تھی جو نئی مسجد کی تعمیر کے وقت اس کے صحن میں شامل ہو گئی۔

آستانے کے متصل معتقدین اور مریدین کے بے شمار مزارات ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب سوم

مُتعلّقات

۱۔ آپ کے ہم عصر صوفیائے کرام

۲۔ آپ کے ہمراہیوں کی کیفیت

۳۔ اولیائے کرام جنہوں نے روضۂ مبارک پر چلہ کشی کی

Marfat.com

Marfat.com

آپ کے ہمعصر صوفیائے کرام | جیساکہ پیشتر ذکر کیا گیا ہے حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا کافی حصہ سیر و سیاحت میں گذارا۔ آپ خود بھی سیر و سیاحت کے بڑے شوقین تھے اور اپنے مریدین اور معتقدین کو بھی اس امر کی تاکید اور ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ "سیروا فی الارض" کے حکم الٰہی کے تحت درویش بننے کے واسطے سیر و سیاحت بڑی ضروری ہے۔

آپ کے وطن عزیز غزنی میں جو مشائخ اور صوفیائے کرام تھے آپ ان کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ان سے اکتساب فیض کیا۔ اس کے علاوہ شام، فارس، عراق، آذربائیجان، خراسان، کرمان اور ماوراالنہر

Marfat.com

ہیں آپ نے جن جن اولیائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور ان کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور ان سے مل کر جو آپ نے تاثر لیا اس کا تذکرہ آپ نے کشف المحجوب میں فرمایا ہے جس کو ہم مختصراً بیان کرتے ہیں۔

شیخ زکیؒ:۔ شام کے صوفیائے کرام سے تھے۔

ابوجعفر محمد صیدلانیؒ:۔ شام کے بہت بڑے بزرگوں میں سے تھے۔

ابوالقاسم مسدسیؒ:۔ شام کے اولیائے کرام میں ان کا بلند درجہ تھا۔

فارس کے اولیائے کرام

ابوالحسنؒ:۔ سالبہ کے بیٹے اور شیخ الشیوخ تھے، شیراز میں رہتے تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۴۷۳ھ میں ہوئی۔

ابواسحاقؒ:۔ شہریار کے بیٹے اور طریقت کے شیخ تھے، صوفیوں کے بزرگوں میں ان کا بڑا درجہ تھا۔

شیخ ابومسلم ہرویؒ:۔ طریقت کے زندہ کرنے والوں میں سے تھے۔

شیخ ابوالفتح سالبہؒ:۔

شیخ ابوطالب مرویؒ:۔

Marfat.com

حضرت شیخ ہجویریؒ نے فارس کے مندرجہ عنوان صوفیاء میں سے صرف شیخ الشیوخ ابوالحسن اور شیخ مرشد اسحاق کو نہیں دیکھا۔

صوفیائے آذربائیجان، کوہستان اور طبرستان

شیخ شفیق فرخؒ:۔ معروف باخی زنجانی، نیک خو اور ستودہ طریقت گزرے ہیں

شیخ اندرینؒ:۔ گروہ صوفیا کے بزرگوں میں سے ہیں۔

مادشا طائبؒ:۔ خدا کے راستہ میں بڑے ہوشیار تھے۔

شیخ عبداللہ جنیدیؒ:۔ ان کے متعلق لکھتے ہیں میرے رفیق تھے۔ اور (خلق اللہ کے) محترم پیر۔

شیخ ابوطاہرؒ:۔ بہت بڑے بزرگوں میں سے تھے۔

خواجہ حسن سمنانیؒ:۔ خدا کے عشق میں گرفتار اور مرد آدمی تھے۔

شیخ سہلکیؒ:۔ بہت شفقت کرنے والے درویشوں میں سے تھے۔

احمدؒ:۔ شیخ خرقانی کے بیٹے۔ بڑے نیک لڑکے تھے (معلوم ہوتا ہے جوانی ہی میں انتقال ہو گیا ہوگا)

ادیب کمندیؒ:۔ زمانہ کے سرداروں میں سے تھے۔ بیس سال تک کھڑے

Marfat.com

رہے تھے۔

کرمان کے اولیائے عظام

خواجہ علیؒ:- حسین برکلا کے بیٹے تھے۔ وقت کے سیاحوں میں پاکیزہ خصلتیں رکھتے تھے۔

شیخ محمد بن سلمہؒ:- ان کی ولایت پوشیدہ رہی ہے۔ بہت بڑے بزرگوں میں سے تھے۔

خراسان کے صوفیائے کرام

ابوالعباس سنرتالیؒ:- مجتہد شیخ تھے۔

خواجہ ابوجعفر محمدؒ:- علی حواری کے بیٹے تھے۔ اس گروہ کے بزرگوں اور محققوں سے گزرے ہیں۔

خواجہ ابوجعفر طرشیزیؒ:- وقت کے عزیزوں میں سے گزرے ہیں۔

خواجہ محمود نیشاپوریؒ:- پیشوائے وقت تھے۔

شیخ محمد معشوقؒ:- زندگانی نیک رکھتے تھے۔

Marfat.com

حمزۃ المحبؒ :۔ نیک باطن اور محترم تھے۔

خواجہ رشید مظفرؒ بن شیخ ابوسعیدؒ :۔ قوم کے مقتدا اور دلوں کا قبلہ تھے۔

خواجہ شیخ احمد عمادی سرخسیؒ :۔ وقت کے بہادر اور ایک مدت تک شیخ ہجویری کے رفیق رہے۔ فرماتے ہیں میں نے ان کے کاموں سے بہت سے عجائبات دیکھے ہیں۔ جوانمرد صوفیوں میں سے تھے۔

شیخ احمد نجار سمرقندیؒ :۔ مرو میں ان سے ملاقات ہوئی۔ وہیں ان کا قیام رہا کرتا تھا۔ اپنے زمانہ کے باطنی سلطان تھے۔

شیخ ابوالحسنؒ :۔ ابوعلی کے بیٹے تھے ہمت کی بلندی اور فراست کے صدق میں اپنے زمانہ میں عدیم النظیر تھے۔

سرزمین خراسان کو اپنے طریقت کا اقبال اور محبت کا آفتاب لکھا ہے اور فرماتے ہیں میں نے خراسان میں تین سو بزرگوں کو دیکھا ہے۔ طوالت کے خوف سے صرف چند کا ذکر کیا ہے۔

ماوراءالنہر کے اولیائے عظام

ابوجعفر محمدؒ :۔ حسن حرمی کے بیٹے اور مقبول امام تھے۔

Marfat.com

خواجہ محمد القریؒ :۔ فقیہہ تھے اور قوی معاملہ۔

احمد ایلاقیؒ :۔ وقت کے شیخ اور زمانہ کے بزرگ اور رسموں اور عادتوں کے تارک۔

خواجہ حارثؒ :۔ اپنے زمانہ کے سرتاج تھے۔

علیؒ :۔ ابواسحاق کے بیٹے تھے۔ زمانہ کے خواجہ اور محتشم تھے۔

غزنی کے صوفیائے کرام

ابوالفضلؒ :۔ اسدی کے بیٹے۔ پسندیدہ بزرگ تھے۔ ان کی کرامتیں بہت مشہور ہیں۔ ان کے زمانہ کے لوگ شریر تھے۔

اسماعیل تاشیؒ :۔ محتشم پیر تھے۔ طریقہ ملامتیہ کے پیرو تھے۔

شیخ سالار طبریؒ : صوفی عالموں میں درجہ اختصاص رکھتے تھے۔

ابوعبداللہ معروفؒ :۔ خدا کی درگاہ کے مستوں میں سے تھے اور اپنے زمانہ میں لاثانی۔ ان کی ولایت لوگوں پر پوشیدہ رہی۔

سعید عیارؒ :۔ ابی سعید کے بیٹے، طویل العمر اور حدیث کے حافظ تھے بہت شیخوں کو دیکھا۔ قوی حال تھے اور باخبر۔ لیکن لوگوں کو اپنی ولایت سے

Marfat.com

بے خبر رکھا۔

ابوالعلا عبدالرحیمؒ:۔ قوم کے عزیز اور زمانہ کے سردار تھے۔ حضرت شیخ ہجویریؒ فرماتے ہیں، میرے دل کو ان سے بڑی محبّت ہے۔ تمام علوم سے کامل آگاہ اور بڑے وقار اور حرمت والے تھے۔

شیخ اوحدؒ:۔ محمد جزویری کے بیٹے تھے۔ طریقت کے لوگوں سے بڑی شفقت رکھتے تھے۔

دیگر صوفیائے کرام اور اولیائے عظام جن کا آپ نے تذکرہ فرمایا ہے

شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ:۔ ان کی نسبت تین واسطوں سے حضرت جنیدؒ تک پہنچتی ہے۔ حضرت شیخ ہجویریؒ ایک مرتبہ ان کو ملنے کے لئے گئے تو آپ ستون سے باتیں کر رہے تھے۔ شیخ ابوالقاسمؒ اور شیخ ابوسعید ابوالخیر کی طوس میں باہم ملاقات ہوئی ہے۔

شیخ ابوالقاسم قلیشریؒ:۔ صاحب تصانیف تھے۔ ربیع الآخر ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔ ابتدائے حال میں جب آپ پتھر کو ہاتھ لگاتے وہ جواہر بن جاتا تھا۔ آپ عربی اور فارسی کے شاعر بھی تھے۔ حضرت شیخ ہجویریؒ

Marfat.com

نے ان سے ملاقات بھی کی ہے۔

شیخ ابوالعباس شقانیؒ:۔ آپ کا نام احمد بن محمد ہے۔ اصول و فروع کے امام تھے۔ حضرت شیخ ہجویریؒ فرماتے ہیں بعض علوم میں میرے استاذ تھے شرع کے نہایت عالم تھے۔ مجھے ان سے محبت تھی اور وہ بھی مجھ پر شفقت ظاہر فرمایا کرتے تھے۔

باب فرغانیؒ:۔ نام عمر ہے۔ فرغانہ میں رہتے تھے، حضرت شیخ ہجویریؒ فرغانہ میں جاکر آپ سے ملے ہیں۔ آپ کی کرامتیں ظاہر تھیں حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو (اوتاد الارض) یعنی زمین کی میخیں کہا کرتے تھے۔ تمام بزرگ آپ کو باب کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ:۔ اصل نام فضل اللہ بن ابی الخیر ہے۔ حضرت شیخ ہجویریؒ نے بقول بعض آپ سے بھی فیض حاصل کیا ہے۔ اپنے زمانہ کے تمام مشائخ ان کے گرویدہ تھے، ان کے پیر طریقت شیخ ابوالفضل بن حسن سرخسی ہیں۔ نیشاپور میں آپ کا قیام تھا۔ آپ کی بہت سی رباعیات فارسی مشہور ہیں جو بطور ورد و وظائف پڑھی جاتی

Marfat.com

اور دافع آفات وظیفے بیان کی جاتی ہیں۔ نفحات الانس میں آپ کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں ۴ شعبان سنہ ۴۴۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ عمر آپ کی ہزار مہینہ بیان کی جاتی ہے۔ اس حساب سے آپ کی پیدائش سنہ ۳۵۷ھ میں ہوئی تھی۔

حضرت شیخ ہجویریؒ کے ہمراہیوں کا بیان

جب حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر طریقت کے حکم کے مطابق غزنی سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے تو دو اور بزرگ بھی آپ کے ہمراہ تھے جن میں سے ایک حضرت ابو سعید غزنوی ہجویری تھے اور جن کے استفسارات کے جواب میں آپ نے یہ لاجواب کتاب کشف المحجوب تصنیف فرمائی اور اکثر جگہ پر آپ نے اپنی تصنیف میں ان کو مخاطب فرمایا ہے لیکن آپ کی تحریر سے ان کے حالات زندگی پر روشنی نہیں پڑتی اور نہ ان کے واقعات کا پتہ چلتا ہے۔

دوسرے بزرگ غزنی سے جو آپ کے ہمراہ لاہور کے لئے روانہ ہوئے وہ حضرت خواجہ احمد سرخسی ہیں۔ ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے ان سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ تمہاری توبہ کی ابتدا کس طریقہ پر ہوئی انہوں نے بیان کیا کہ میں سرخس سے روانہ ہو کر بہت عرصہ دراز تک ایک جنگل میں رہتا

Marfat.com

رہا اور میرے اونٹ بھی میرے ساتھ رہتے تھے۔ جس دن میں خود بھوکا رہ کر اپنے حصّہ کا کھانا کسی مسافر یا راہ گیر کو دے دیتا تھا اس دن مجھ کو بڑی مسرت اور خوشی ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شیر نے آکر میرے اونٹ کو مارا اور اوپر بلندی پر چڑھ کر دھاڑنے لگا۔ اس کے دھاڑنے کی آواز سن کر چاروں طرف سے تمام درندے اور جانور گیدڑ، لومڑی اور بھیڑیئے وغیرہ آگئے۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو شیر نے نیچے اتر کر اونٹ کو پھاڑ ڈالا۔ اور پھر بلندی پر چڑھ گیا۔ جب وہ چلا گیا تو تمام جانوروں نے بڑے مزے سے اونٹ کا گوشت کھایا۔ جب سب جانور کھا کر چلے گئے تو شیر نے خود کھانے کے خیال سے نیچے اترنا چاہا مگر اسی وقت اس نے ایک لنگڑی لومڑی کو اس طرف آتے ہوئے دیکھا۔ شیر رک گیا۔ جب لومڑی بھی کھا کر چلی گئی تو پھر بعد میں شیر نیچے اترا اور اس نے گوشت جو باقی رہ گیا تھا وہ کھا لیا۔ خواجہ احمد سرخسی کہتے ہیں کہ میں دور کھڑا یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا اس کے بعد شیر میرے پاس آیا اور حکم خداوندی سے گویا ہو کر کہنے لگا اے احمد اگر تو مرد ہے تو تجھ کو اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے لقموں کا ایثار کوئی فخر کی بات نہیں یہ ایثار تو جانور اور حیوان بھی کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

احمد سرخسی کہتے ہیں کہ شیر کی باتیں سن کر اللہ تعالےٰ نے ایثار کے اسرار و رموز مجھ پر کھول دیئے اور اس دن میں نے دنیا کی تمام مصروفیتوں اور مشاغل سے توبہ کرلی اور فرمایا یہی میری توبہ کا پہلا روز تھا۔

اولیائے کرام جنہوں نے آپ کے روضہ مبارک پر چلہ کشی کی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ خواجگان معین الدین فخر کون و مکان معین الدین

خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی حسن سنجریؒ ان نامور اور اکابر اولیاء میں سے ہیں جن پر زمانہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ آپ برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں اور آپ ہی کی کوششوں سے ہندوستان میں اسلام پھیلا۔

آپ ۵۳۶ھ سیستان کے قصبہ سنجر میں پیدا ہوئے اسی لئے آپ کو سنجری بھی کہتے ہیں جیسا کہ اقبال علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔

سید ہجویر مخدوم امم مرقد او پیر سنجر را حرم

آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب بارہ واسطوں سے حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ معینؒ بن غیاث الدین بن سید کمال

Marfat.com

بن سید احمد حسین بن سید طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید امام علی رضاؒ بن موسےٰ کاظمؒ بن امام جعفر صادقؒ بن امام محمد باقرؒ بن امام علی زین العابدینؒ بن سید الکونین امام حسین بن علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بارہ برس کی عمر میں والد کے سایہ سے محروم ہو گئے ترکہ میں ایک باغ اور چکی ملی اسی کو روزی کا ذریعہ بنایا۔ اس اثناء میں ابراہیم قلندر نامی ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کھلی کا ایک ٹکڑا دانتوں سے چبا کر آپ کو کھلایا جس کی تاثیر سے زندگی ہی بدل گئی اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ طلب خدا میں چل کھڑے ہوئے سمرقند پہنچے، کلام پاک حفظ کیا اور علوم ظاہری کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔

سمرقند سے عراق کا رخ کیا۔ نیشاپور کے حدود میں ایک قصبہ ہارون سے گزر ہوا جہاں اس زمانہ میں حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سکونت پذیر تھے۔ خواجہ صاحبؒ نے ان سے شرف بیعت حاصل کیا۔ پیرو مرشد نے کلاہ چار ترکی اور گلیم خاص مرحمت فرمایا اور ان کی صحبت میں رہ کر حضرت خواجہ صاحب نے چند دنوں میں اپنے قلب کو منور کیا۔

Marfat.com

آپ کا شجرہ طریقت یہ ہے

خواجہ عثمان ہارونی، حاجی شریف زندانی، خواجہ محمد مودود چشتی، خواجہ ابویوسف ناصرالدین چشتی، خواجہ محمد چشتی، خواجہ ابواحمد چشتی، خواجہ ابواسحٰق شامی حسنی سالار چشتیاں، خواجہ ممشاد علی دینوری، شیخ امین الدین خواجہ ہبیرۃ البصری، خواجہ سدیدالدین حذیفہ مرعشی، حضرت ابراہیم ادھم شیخ ابوالفیض فضیل بن عیاض، شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن زید، شیخ حسن بصری حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

خواجہ صاحب ڈھائی سال تک پیرومرشد کی خدمت میں رہے۔ اور بہت ریاضت و مجاہدہ کیا بعض بیانات کے مطابق آپ نے بیس سال تک پیرومرشد کی خدمت کی اور انہیں کے ساتھ سیاحت بھی کی۔ سفر میں مرشد کا بستر اور دوسری اشیا اٹھائے پھرتے تھے۔

خواجہ عثمان ہارونی کے ساتھ آپ سیوستان گئے۔ پھر خواجہ بہاءالدین اوشی رح سے بھی شرف ملاقات حاصل کیا۔ مرشد کے ہمراہ خواجہ صاحب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی گئے اور پیرومرشد نے ان کے لئے وہاں دعا بھی کی۔ مدینہ منورہ ہی میں خواجہ صاحب کو ہندوستان جانے کا حکم ہوا۔

Marfat.com

مرشد سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد خواجہ صاحب بغداد آئے پھر سنجان پہنچ کر شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں ڈھائی سال گزارے پھر غوث اعظم محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے شرفِ نیاز حاصل کیا اور انہیں کے ہمراہ بغداد آئے جہاں شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ ضیاء الدینؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ یہیں پر اوحد الدین کرمانیؒ سے ملاقات ہوئی اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

آپ بغداد سے ہمدان تشریف لائے اور خواجہ یوسف ہمدانیؒ سے ملاقات کی۔ پھر تبریز پہنچے اور شیخ جلال الدین تبریزیؒ کے پیر و مرشد ابو سعید تبریزیؒ کی زیارت کی اور ان کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل کیا وہاں سے اصفہان آئے اور شیخ محمود اصفہانی سے کسب فیض کیا بعد ازاں ہندوستان کا رخ کیا۔

جب خواجہ صاحب ہندوستان تشریف لائے تو حضرت شیخ علی ہجویریؒ وفات پا چکے تھے خواجہ صاحب لاہور پہنچکر حضرت شیخ ہجویریؒ کے روضہ مبارک کے برابر ایک کوٹھری میں چالیس دن تک معتکف رہے آپ کی چلّہ گاہ مزار کی پائنتی موجود ہے۔ چلہ پورا ہونے کے بعد جب خواجہ

Marfat.com

سنجریؒ الوداعی حاضری دے رہے تھے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر جاری ہوا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا　　ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ گنج بخش کا خطاب اس شعر سے شروع ہوا ہے حالانکہ آپ اپنی تصنیف کشف الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں "اے علیؒ خلقت تجھے گنج گنج کہتی ہے اور تو ایک دانہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتا اس بات کا خیال کہ مخلوق تجھے گنج بخش کہتی ہے ہرگز دل میں نہ لا ورنہ محض دعوے اور غرور ہوگا۔ گنج بخش یعنی خزانہ بخشنے پر قادر تو وہی ذات پاک ہے اس کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ ورنہ تیری زندگی تباہ ہو جائے گی۔ بے شک وہ اکیلا خدا ہے جس کا کوئی شریک نہیں"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت کے عوام آپ کی زندگی میں آپ کو اس لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ لاہور سے ملتان تشریف لے گئے وہاں پانچ سال تک رہے اور سنسکرت اور پراکرت زبانیں سیکھیں پھر دہلی ہوتے ہوئے اجمیر شریف گئے اور ۱۰ محرم ۵۶۱ھ کو اجمیر شریف پہنچے۔

Marfat.com

اس زمانہ میں چوہان خاندان کا مشہور راجہ رائے پتھورا اجمیر اور دہلی کا حکمران تھا۔ رائے پتھورا تاریخ میں پرتھوی راج کے نام سے مشہور ہے راجہ کے آدمیوں نے خواجہ صاحب کے قیام میں بڑی مزاحمت کی خود راجہ بھی خواجہ صاحب سے اچھی طرح پیش نہ آیا بالآخر خواجہ صاحبؒ کی تعلیم سے وہ لوگ متاثر ہونے لگے۔ راجہ کے کئی ملازم خواجہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔

۵۸۷۔۵۸۸ھ میں سلطان شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر حملے کئے دوسرے حملہ میں رائے پتھورا گرفتار ہو کر مارا گیا۔ فتح کے بعد سلطان شہاب الدین اجمیر شریف آیا۔ اور رائے پتھورا کے بیٹے کو اپنا مطیع اور باجگذار بنا کر باپ کی گدی پر بٹھا دیا اور قطب الدین ایبک کو جو آئندہ کے زمانہ میں شہنشاہِ ہند ہونے والا تھا تمام قلمرو ہند کا والی مقرر کر کے اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔ قطب الدین ایبک نے اپنی طرف سے سید السادات حسن مشہدی کو جو خنگ سوار کے لقب سے مشہور تھے شہر اجمیر کا داروغہ مقرر کیا۔ سید حسن مشہدی بڑے ہی نیک نفس اور پرہیزگار تھے۔ اور اولیاء اللہ کے زمرے میں شامل تھے اور ان کی حضرت خواجہ صاحب سے صحبت بڑھی

Marfat.com

اور وہ آپ کے بڑے گرویدہ ہو گئے۔

اب حضرت خواجہ صاحب کا اس قدر اثر تھا کہ جو لوگ آپ کے ہاتھ پر ایمان نہیں لاتے تھے وہ بھی آپ کی قدر و منزلت کرتے تھے۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز سرتاج اولیاء ہند معین الدین چشتی عجیب مجاہدہ و ریاضت فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات ایک ایک ہفتہ تک کچھ نہ کھاتے پیتے تھے اور عموماً پانچ مثقال وزن کی ٹکیہ کو پانی میں تر کر کے روزہ افطار کرتے تھے۔

آپ ہر وقت با وضو رہا کرتے تھے اور جب کبھی وضو ٹوٹ جاتا فوراً نیا وضو کر لیا کرتے تھے کہتے ہیں کہ سالہا سال تک اور بقول بعض ستر سال تک متواتر عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

جس زمانہ میں آپ اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ہمراہ ان کا سامان اٹھائے پھرتے تھے اس زمانہ میں بھی دن کو ہمیشہ روزہ رکھا

Marfat.com

کرتے تھے بعض اوقات مسلسل سات سات دن تک روزہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود ایک مثقال وزن کی ٹکیہ سے زیادہ غذا استعمال نہ کرتے تھے۔

راتوں کو سوتے نہیں تھے بلکہ بیداری اور عبادت میں گزارتے تھے وہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں دو مرتبہ قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے ہر ختم کے بعد غیب سے آواز آتی اے معین الدین ہم نے تیرا ختم قرآن قبول کیا دوسرے اوراد و مشاغل ان ختموں کے علاوہ تھے۔

اکثر استغراق کے عالم میں آنکھیں بند کئے رہتے تھے اور جب نماز پڑھنے لگتے تب آنکھیں کھولتے تھے۔ استغراق کا یہ عالم تھا کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ ہوتی تھی۔ اس موقعہ پر جلال کی حالت طاری ہوتی تھی اور کبھی جمال کی جب نماز کا وقت آتا تو خواجہ قطب الدینؒ اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ آپ کے سامنے آجاتے اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوجاتے پھر بلند آواز سے فرماتے "الصلوۃ الصلوۃ" یہ آواز سن کر حضرت خواجہ عالم استغراق سے باہر آجاتے اور نماز ادا کرتے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کو سماع سے بڑی رغبت تھی۔ سماع کے موقع پر

Marfat.com

ان پر غیر معمولی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ سماع سننے سے یہ حالت ہوگئی کہ کئی دن تک بے ہوش رہے۔ آپ کی محفل سماع میں شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ۔ شیخ محمد کرمانیؒ، شیخ محمد صفاہانیؒ شیخ جلال الدین تبریزیؒ، شیخ اوحد الدین کرمانیؒ جیسے مشائخ و بزرگان کرام بھی شریک ہوا کرتے تھے۔

خواجہ صاحبؒ کا ۶ رجب المرجب ۶۳۲ھ میں وصال ہوا، سیر العارفین کے بیان کے مطابق عمر مبارک ۹۷ برس کی تھی۔ سفینۃ الاولیاء میں عمر ۱۰۴ برس اور مونس الارواح میں ۱۰۰ برس لکھی ہے۔

ہندوستان کے صوفیائے کرام میں خواجہ صاحب کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ ان کے فیوض و برکات اور خوارق و کرامات عام طور سے بہت مشہور ہیں اور آج بھی ان کی ابدی خواب گاہ کی زیارت کے لئے پاک و ہند کے ہر گوشہ کے لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

قطب الاولیاء، شمس الفقرا حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ہندوستان کے نامور اور اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ آپ کا اصلی نام فرید الدین ہے اور گنج شکر کے لقب سے مشہور ہیں جس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ بچپن میں والدہ نے انہیں نماز کی ترغیب دینے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کے مصلے کے نیچے سے شکر کی پڑیا مل جاتی ہے حضرت بابا فریدؒ نماز پڑھنے کے بعد مصلّے کے نیچے سے شکر کی پڑیا لے لیا کرتے تھے۔ ایک روز والدہ صاحبہ پڑیا رکھنا بھول گئیں۔ جب بیٹے سے پوچھا کیا تم نے نماز پڑھی۔ بیٹے نے جواب دیا ہاں نماز پڑھ لی اور پڑیا بھی مل گئی۔ والدہ بہت متعجب ہوئیں سمجھ گئیں کہ بچہ کو غیب سے مدد ملتی ہے چنانچہ اس دن سے شکر گنج کہہ کر پکارنے لگیں اور آپ اس لقب سے مشہور ہو گئے۔

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملتا ہے جو اس طرح پر ہے۔

شیخ فرید الدین گنج شکر بن جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین بن شیخ احمد المعروف بہ

Marfat.com

فرخ شاہ بادشاہ کابل نصیر الدین بن محمد المعروف بہ نشیمان شاہ بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ واعظ الاکبر بن ابو الفتح بن اسحاق بن قطب العلمین سلطان ابراہیم شاہ بادشاہ بلخ بن ادھم بن سلیمان بن ناصر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بن امیرالمومنین فاروق الاعظم عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

آپ کے آباواجداد شہاب الدین محمد غوری کے دورِ حکومت میں افغانستان سے ہندوستان آئے اور لاہور میں مقیم ہو گئے۔ آپ کے دادا قاضی شعیب اور والد قاضی جمال الدین سلیمان لاہور میں قاضی تھے۔ خاندان کچھ عرصہ تک لاہور میں رہا اور بعد میں ملتان کے ایک قصبہ میں مقیم ہو گیا اور یہیں ۵۸۲ھ میں بابا صاحب کی ولادت ہوئی۔

کم عمری ہی میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے ابتدائی اور علوم ظاہری کی تعلیم ملتان ہی میں حاصل کی اور ۱۸ سال کی عمر میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے اس طرح ملاقات ہوئی کہ آپ جس مسجد میں مقیم تھے اتفاق سے وہاں حضرت بختیار کاکی نماز ادا کرنے تشریف لے آئے اور آپ سے ملاقات ہو گئی۔ ولی را ولی مے شناسد ایک ہی نظر

Marfat.com

میں دونوں نے ایک دوسرے کی شخصیت کا اندازہ کرلیا۔ چنانچہ بابا صاحبؒ نے ان سے بیعت کی اور مریدوں میں شامل ہو گئے۔ جب حضرت بختیار کاکیؒ دہلی واپس جانے لگے تو بابا صاحب کو نصیحت کی کہ علوم ظاہر و باطن کا سلسلہ جاری رکھنا۔

مرشد کی ہدایت کے بموجب بابا صاحب ملتان سے نکلے اور قندھار، غزنی، بغداد اور بدخشاں کا سفر کیا۔ بڑے بڑے علما اور مشائخ سے ملے اور استفادہ کیا۔ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، شیخ بہاء الدین حمویؒ، شیخ اوحدالدین کرمانیؒ اور شیخ سیف الدین باخرزیؒ جیسی شخصیتوں سے ملاقات کی۔ شہاب الدین سہروردیؒ سے بہت عقیدت ہو گئی، ان کی کتاب "عوارف المعارف" کا بھی مطالعہ کیا۔ انہیں سے عقیدت کے نتیجہ میں اپنے بیٹے کا نام بھی شہاب الدین رکھا۔ غرض ایک طویل سفر کے بعد واپس ملتان تشریف لائے اور شیخ بہاوالدین زکریا ملتانیؒ کے یہاں قیام کیا جو شمالی ہند کے معروف و مشہور شیخ تھے۔

حضرت بابا صاحبؒ نے ایسے ایسے مجاہدے کیے جن کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ غیر آباد کنوئیں میں الٹے لٹک کر عبادت

Marfat.com

کیا کرتے تھے۔ دن بھر مراقبہ میں رہتے تھے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق رات کے وقت مؤذن آپ کو رسی سے باندھ کر کنویں میں الٹا لٹکا دیا کرتا اور رسی کا سرا درخت سے باندھ دیتا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے حضرت شیخ ہجویریؒ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر یہاں اعتکاف فرمایا اور چلہ کشی کی اور اکتساب فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت شیخ ہجویریؒ کے آستانۂ عالیہ سے ذرا فاصلہ پر آپ کی جائے اعتکاف بھی موجود ہے۔ حضرت باباصاحبؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ جب بھی مرقد مبارک پر حاضر ہوتے تو گھٹنوں اور کہنیوں کے بل رینگتے ہوئے حاضر ہوتے۔

حضرت باباصاحب کی ریاضتوں کا یہ سلسلہ طویل مدت تک جاری رہا جس کے باعث آپ بے حد کمزور ہو گئے۔

باباصاحب ملتان سے دہلی تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دنوں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے یہاں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ انہوں نے باباصاحبؒ سے بھی ملاقات کی۔ قطب صاحب نے باباصاحب

Marfat.com

کو خلافت عطا کی اور ہانسی جانے کا حکم دیا۔ حضرت قطب صاحبؒ کی وفات کے وقت بابا صاحب ہانسی میں تھے۔ وفات کی خبر سن کر دہلی تشریف لائے قطب صاحب کے حکم کے بموجب قاضی حمیدالدین ناگوری نے خرقۂ خلافت اور چند امانتیں آپ کے سپرد کیں۔ بابا صاحب نے کچھ دن دہلی میں رہ کر ان کی جانشینی کے فرائض سر انجام دیئے پھر ہانسی واپس چلے گئے۔ ہانسی سے آپ اجودھن (پاک پٹن کا پرانا نام ہے) منتقل ہو گئے اور یہیں ساری عمر گزار دی۔

اجودھن اس زمانہ میں ہندوؤں کا خاص علاقہ تھا۔ جہاں ہندوؤں کا مشہور راج جوگی رہتا تھا جس کا نام سمبھو ناتھ تھا۔ ہندوؤں پر اس کا بڑا اثر و رسوخ تھا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد گرامی نے ہدایت خلق اور تبلیغ اسلام کی خاص طور پر ہدایت فرمائی تھی۔ اس لئے آپ نے ہندوؤں کے اس علاقہ کو اپنی تبلیغ و ہدایت کا مرکز بنایا تاکہ کفر کی تاریکیوں کو اسلام کی ضیا باری سے منور کریں۔ چنانچہ آپ کی مساعی سے اس علاقہ کی کایا پلٹ گئی۔ ہندو جوق در جوق اسلام قبول کر کے آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوتے گئے۔ سمبھو ناتھ بھی اسلام قبول کر کے درجۂ ولایت کو پہنچا۔

Marfat.com

حضرت بابا صاحبؒ علوم ظاہری اور باطنی دونوں میں یکتائے زمانہ تھے۔ پاک پٹن اور اس کے قرب و جوار کے علاقہ کو آپ اپنے فیض سے سیراب فرما رہے تھے۔ اور دوسرے علاقوں میں آپ نے دوسرے بزرگانِ دین کو مامور فرمایا۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو دہلی میں اور حضرت علاء الدین صابر کلیریؒ کو کلیر میں اور دکن میں جو اس زمانے میں کفرزار تھا اور جہاں ابھی تک کوئی تبلیغی کام نہیں ہوا تھا شیخ منتخب الدین چشتیؒ کو بھیجا۔

حضرت بابا صاحب بہت ہنس مکھ اور ملنسار تھے۔ کثرت مجاہدات اور استغراق عبادت کے باوجود آپ بیوی بچوں سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے اور دوستوں کے ساتھ بہت مہربانی کا برتاؤ کرتے تھے ہزاروں روپیہ آتا مگر تمام کا تمام لنگر کے لیئے وقف کر دیتے اور غریبوں میں تقسیم فرما دیتے۔ اپنے پاس کبھی کچھ نہ رکھا گھر میں ہمیشہ فقر و فاقہ ہی رہا۔

بابا صاحب کے تقدس اور ان کی مقبولیت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیاء جیسے باکمال اولیاء اللہ ان کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ شاہانِ وقت بھی ان کی عظمت کے معترف اور

Marfat.com

ان سے عقیدت رکھتے تھے۔

سلطان ناصر الدین محمود اپنے لشکر کے ہمراہ اجودھن سے گزرا تو لشکریوں نے جس عقیدت کا اظہار کیا اس کے متعلق حضرت شیخ نظام الدین اولیا لکھتے ہیں " جن دنوں سلطان ناصر الدین اوچ اور بلوچستان کی طرف روانہ ہوا تو اجودھن پہنچ کر سارا لشکر شیخ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ شیخ اتنا انبوہ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ شیخ کی آستین گلی کی طرف لٹکائی گئی لوگ آ کر بوسہ دیتے اور چلے جاتے وہ آستین بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی پھر مسجد میں آ کر مریدوں کو حکم دیا کہ میرے گرداگرد حلقہ باندھو تاکہ کوئی شخص اندر نہ آسکے دور ہی سے سلام کر کے چلے جائیں۔ مریدوں نے ویسا ہی کیا۔ ایک بوڑھا فراش آ کر مریدوں کے حلقہ سے گزر کر شیخ کے قدموں پر گر پڑا۔ اور پائے مبارک بوسہ دینے کے لئے کھینچا۔ شیخ کو یہ بات اچھی نہ معلوم ہوئی۔ اس فراش نے کہا شیخ المشائخ حضرت شیخ فریدالدین آپ کیوں تنگ آتے ہیں اللہ تعالےٰ کی نعمت کا اس سے بھی اچھا شکر ادا کرو۔ جب فراش نے یہ کہا تو شیخ نے نعرہ مارا۔ فراش کے حال پر نوازش فرمائی اور اس سے معافی مانگی۔ سلطان ناصر الدین جب قدم بوسی کے بعد واپس گیا تو چار گاؤں اور بہت سا زر نقد با صاحب

Marfat.com

کو پیش کیا۔ بابا صاحب نے یہ سب مال و دولت غربا میں تقسیم کر دی۔ چار گاؤں کی بخشش کا پروانہ یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ عطیہ کسی مستحق کو دے دیں۔

شہزادہ بلبن کو شہزادگی کے زمانہ سے ہی بابا صاحب سے عقیدت تھی۔ جب بادشاہ بنا تو یہ عقیدت اور بڑھ گئی۔ متعدد مرتبہ بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک مرتبہ عرض کیا حضور میں خود تو کئی مرتبہ خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں مگر بیگمات بھی قدم بوسی کی بڑی آرزو مند ہیں۔ میرے ہمراہ دہلی تشریف لے چلیں تو بڑا احسان ہوگا۔ بابا صاحب کسی طرح رضامند نہ تھے مگر بلبن کے اصرار پر دہلی چلے گئے جہاں آپ کا بڑا زبردست استقبال ہوا۔

حضرت بابا صاحبؒ نے پچانوے برس کی عمر پائی۔ بڑھاپے میں آپ بے حد کمزور ہو گئے تھے۔ ایک روز بخار چڑھا، کمزوری زیادہ ہو گئی۔ عشا کی نماز پڑھی مگر فراغت پاتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ اس خیال سے کہ شاید میں نے نماز نہیں پڑھی دوبارہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے مگر حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی۔ اور "یا حیُّ یا قیّومُ" کا ذکر کرتے ہوئے ۶۶۶ھ میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

Marfat.com

وفات کے وقت بابا صاحب نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا خرقہ، عصا، کھڑاویں اور دوسرے تبرکات نظام الدین اولیاء کو دی جائیں وہی میری قبر بھی بنائیں گے۔ چنانچہ بابا صاحب کی نعش امانت کے طور پر دفن کی گئی۔ جب نظام الدین اولیاءؒ اجودھن آئے تو یہ امانتیں حاصل کیں اور حضرت کو وہاں دفن کیا جہاں آجکل ان کا مزار ہے۔

Marfat.com

باب چہارم

تعلیمات

۱۔ تبلیغ اسلام

۲۔ آپ کی کرامات

۳۔ تصانیف

Marfat.com

Marfat.com

تبلیغ اسلام | جب حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے تو آپ نے اپنے قیام کے لئے شہر کے مغربی جانب ہندوؤں کے مندر کے قریب جس کے پاس سے دریائے راوی گزرتا تھا اس جگہ کو اپنے قیام کے واسطے پسند فرمایا اور اس جگہ پر اسلامی جھنڈا نصب کرتے ہوئے فرمایا اب انشاءاللہ تعالیٰ یہ جھنڈا دیار لاہور پر لہراتا رہے گا اور اسی جگہ رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔

اگرچہ حضرت شیخ رح کا اکثر وقت تصنیف و تالیف میں گزرتا تھا لیکن اس کے ساتھ احکامِ الٰہی کی تبلیغ اور دینِ حق کی اشاعت کے کام میں بھی مصروف رہتے تھے چنانچہ آپ نے اس جگہ پر ایک مسجد اور ایک

Marfat.com

خانقاہ بنوائی۔ بے شمار لوگ روزانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے روحانی فیض و برکت کی بدولت اسلام کی روشنی سے اپنے قلوب کو منور کرتے تھے۔ اس شمع معرفت کی کرنوں کی روشنی اور چمک سے نہ صرف لاہور جگمگا اٹھا بلکہ دور دراز مقامات سے لوگ کشاں کشاں آپ سے فیض حاصل کرنے کے لئے کھچے چلے آتے تھے اور آپ کی تعلیمات و فیوضات سے لوگ مستفیض ہوتے تھے نہ صرف مسلمان بلکہ کثیر تعداد غیر مسلم بھی آپ کی علمی بصیرت سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ جو لوگ آپ کے فیضان صحبت اور آپ کی تعلیم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے ان میں گورنر پنجاب رائے راجو بہت ممتاز اور مشہور شخصیت تھی۔

آپ کی کرامات رائے راجو نے جس طرح اسلام قبول کیا اس کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز ایک بوڑھی عورت اس طرف سے گزری جس کے سر پر دودھ کا مٹکا رکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس عورت کو بلا کر کہا کہ تم اس دودھ کی قیمت لے لو اور یہ دودھ ہمیں دے دو اس عورت نے جواب دیا کہ یہ دودھ میں نہیں دے سکتی چونکہ یہ دودھ ہم کو مجبوراً رائے راجو جوگی کو دینا پڑتا ہے۔ اگر نہ دیں تو اس کا یہ اثر ہوتا ہے

Marfat.com

ہے کہ جانوروں کے تھنوں سے بجائے دودھ کے خون نکلنے لگتا ہے
آپ اس عورت کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ اگر تم یہ دودھ ہمیں
دے دو گی تو اللہ کے فضل سے تمہاری گائیں بہت سا دودھ دیں گی اور
جانوروں پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس عورت نے آپ کو دودھ دے
دیا۔ آپ نے اس دودھ میں سے تھوڑا سا تو پی لیا اور باقی دودھ دریا
میں پھینک دیا۔ جب بوڑھی عورت گھر واپس آئی اور شام کو جانوروں کو
دوہا تو جانوروں نے اس قدر زیادہ دودھ دیا کہ سارے برتن بھر گئے اور
اور دودھ ختم نہیں ہوا یہ خبر آناً فاناً بجلی کی طرح قرب و جوار کے دیہات
میں پھیل گئی اور لوگ دور دراز دیہات سے اپنے اپنے جانوروں کے
دودھ آپ کے پاس لانے لگے۔ آپ کا یہ دستور تھا کہ آپ تھوڑا سا دودھ
ان کے مٹکے میں سے پی کر باقی دودھ دریا میں پھینک دیا کرتے تھے
اور جب ان لوگوں نے گھر جا کر اپنے اپنے جانوروں کو دوہا تو انہوں نے
بھی بے حساب دودھ دیا۔ اس کرامت کا یہ نتیجہ ہوا کہ اب کوئی
دودھ والا بھی رائے راجو جوگی کی طرف رخ نہیں کرتا تھا اور آپ
کے پاس لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ رائے راجو کو جب اس بات

Marfat.com

کا علم ہوا تو بہت پریشان ہوا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔
کہ دودھ تو آپ نے ہمارا بند کرا دیا ہے اب میں آپ کا کوئی اور کمال
دیکھنے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں کوئی جادوگر تو ہوں نہیں جو کمالات
دکھا سکوں میں تو ایک عاجز و مجبور انسان ہوں۔ باقی تم میں اگر کوئی کمال
ہے تو دکھاؤ۔ چونکہ اس جوگی نے بڑی بڑی ریاضتیں کی تھیں اور مجاہدہ
میں زندگی گذاری تھی اس نے آپ کے سامنے کئی کرشمے دکھائے
حتّٰی کہ ہوا میں اڑنے لگا۔ جب وہ ہوا میں اڑ رہا تھا تو آپ نے اپنی
جوتی مبارک اس کی طرف پھینک دی چنانچہ وہ جوتیاں اس کے سر پر
لگنے لگیں۔ جب حق کے سامنے باطل کی کوئی پیش نہ گئی تو اس نے آپ
کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور آپ کے دستِ حق پر بیعت
ہو گیا۔ اس بیعت کے بعد آپ اس کی باطنی اور روحانی اصلاح فرماتے
رہے اس کو شیخ ہندی کا خطاب عنایت فرمایا اور آپ کے فیض صحبت
سے اس درجہ کمال حاصل کیا کہ اب اس کی اولاد ہی آپ کے مزار
مبارک کی مجاورت کر رہی ہے۔

ورودِ لاہور کے بعد آپ نے اپنی قیام گاہ کے متصل ایک مسجد

Marfat.com

بنوائی ۔ بہ ظاہر مسجد کا رخ جنوب کی سمت کو مائل معلوم ہوتا تھا اس لئے لاہور کے علماء نے اس پر اعتراض کیا کہ اس مسجد کا رخ صحیح نہیں ہے ۔ آپ نے اس وقت تو ان کے اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا ۔ جب مسجد بن کر مکمل ہو گئی تو ایک دن تمام شہر کے علماء کو مدعو کیا اور جب نماز کا وقت ہوا تو خود نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ کے تصرف سے باطنی حجاب اٹھ گئے ۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ اب دیکھو خانہ کعبہ کس طرف معلوم ہوتا ہے ۔ سب نے اپنی آنکھوں سے خانہ کعبہ کو مسجد کی سمت میں دیکھ لیا ۔ اور اس کے بعد اپنے اعتراض پر نادم ہو کر معذرت کی ۔

تصانیف تبلیغ اسلام اور روحانی فیض کے ساتھ حضرت علی ہجویریؒ کا اکثر وقت تصنیف و تالیف میں گزرتا تھا ۔ آپ نے اپنی تصنیف و تالیف کے ذریعہ ان سربستہ روحانی رموز و نکات کو آشکارا فرمایا جو اس وقت تک ایک راز سربستہ اور لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ تھے ۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں سب سے پہلی کتاب لکھی اور اس واقعہ کو آپ نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں اس طرح بیان فرمایا ہے ۔ غزنی میں ایک

Marfat.com

مرد کامل اور بزرگ رہتے تھے ان کا نام بھی شیخ بزرگ تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے علی کوئی ایسی کتاب لکھو جو بطور تمہاری یادگار کے ہو۔ اگرچہ بارہ سال کی عمر کے لڑکے کے لئے کوئی کتاب لکھنا اور خصوصاً ایسی کتاب لکھنا جو بطور ایک شاہکار اور یادگار کے ہو بظاہر ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ لیکن چونکہ وہ شیخ بزرگ صاحب کشف اور روشن ضمیر تھے۔ انہوں نے حضرت علی ہجویریؒ کی صلاحیتوں کو اور قابلیت و استعداد کا اندازہ فرما لیا تھا اس لئے انہوں نے حضرت سے یہ فرمائش کی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے معذرت کی کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میری عمر بھی تھوڑی ہے اور مجھ کو اس قدر علمی معلومات بھی نہیں ہیں مگر انہوں نے پھر بھی اصرار کیا چنانچہ آپ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کو پڑھ کر اس شیخ بزرگ نے فرمایا کہ تم سے دین روشن ہو گا آپ نے فرمایا کہ آپ کی عنایت اور مہربانی کی ضرورت ہے۔

کشف المحجوب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۱- دیوان ——— جس میں تصوف و معرفت کے اشعار تھے اور اس

Marfat.com

دیوان کے متعلق فرمایا ہے کہ میرے پاس اس دیوان کا ایک ہی نسخہ تھا۔ ایک شخص پڑھنے کے لئے مجھ سے لے گیا اور دیوان کے اشعار میں جہاں پر میرا نام تھا اس کی بجائے اپنا نام لکھ لیا۔ اس غارت گر نے میری تمام محنت رائگاں کر دی۔

کشف الاسرار میں بھی آپ نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ میں نے بہت سے اشعار کہے ہیں اور میرا ایک دیوان بھی ہے جو بہت مقبول ہے اور اہل علم حضرات نے اس کو پسند کیا ہے۔ کشف الاسرار سے آپ کی ایک غزل بطور نمونہ کے یہاں لکھی جاتی ہے۔

شوق تو در روز و شب دارم دلا — عشق تو دارم بہ پنہان و ملا
جان خواہم دادمن در کوئے تو — گر مرا آزار آید یا بلا
عشق تو دارم میاں جان و دل — میدہم از عشق تو ہر سو صلا
یا خداوندا رقیباں را بکش — یا مرا در یا دکن مست و بلا
جام من دار د شراب یار خود — مہرباں کن بر من و ہم مبتلا
اے چساکز تو اگر خواہم بقا — گر تو آری و بکن ہرگز تو لا
اے علی تو فرخی در شہر و کوئے — دہ ز عشق خویشتن ہر سو صلا

Marfat.com

مولوی فیروز الدین صاحب مترجم کشف المحجوب نے اس غزل کا مندرجہ ذیل اردو ترجمہ منظوم کیا ہے۔

شوق تیرا رات دن رکھتا ہے دل عشق تیرا ظاہر و باطن ہوا
جان دے دوں گا تری دہلیز پر خواہ ہو تکلیف اور آئے بلا
عشق میں آہ و فغاں کیونکر نہ ہو جب کہ سوزش سے ہو دل تک جل رہا
یا الہی کر رقیبوں کو فنا یا مجھے کر مستِ عشق دلربا
ہے خوشی کی مے کا ساغر تیرے پاس غمزدہ ہوں میں مجھے بھی دے پلا
تشنۂ دیدار تیری ہے یہ آنکھ کہہ دے ہاں اور نہ نہ کر بہر خدا

اے علی خوش ہو کے آواز ے نکال
تاکہ مشک عشق سے مہکے ہوا

کشف الاسرار کے آخر میں دو شعر لکھے ہیں وہ بھی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

مکن اے علی بیش ازیں گفتگو کہ مرد خدائی و پاکیزہ خو
ہر آنچہ تو داری ثواب و عذاب خداوند آں را ہمہ بالصواب

ان اشعار کا بھی منظوم اردو ترجمہ مولوی فیروز الدین صاحب مترجم

کشف المحجوب نے کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

زیادہ نہ کر گفتگو اے علی   اگر ہے تو پاکیزہ خو اور ولی

برا اور بھلا مجھ میں ہے جسقدر   عنایت سے یارب اسے عفو کر

(۲) آپ کی دوسری تصنیف کا نام منہاج ہے یہ کتاب تصوف پر تھی اور غزنی میں لکھی گئی تھی لیکن اس کا انجام بھی وہی ہوا جو پہلی تصنیف کا ہوا تھا یعنی اس کتاب کے مسودہ کو بھی کوئی شخص لے گیا اور میرا نام کاٹ کر اس کتاب پر اپنا نام بطور مصنف کے لکھ دیا۔ اس کتاب کے چور کو آپ نے بددعا دی کہ "اس ادنی مدعی کا نام خدا کرے روشن نہ ہو"

(۳) آپ کی تیسری تصنیف "البیان لاہل العیان" ہے غالبًا یہ کتاب چھپی ہی نہیں اسی وجہ سے بالکل ناپید ہے۔ کتاب کے نام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اہل ظاہر کے بیانات اور خیالات کی نفی میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب کی تصنیف کے بارے میں کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ جب شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر تشریف لے گئے تو آپ کو دونوں جہان کی سیر کرائی گئی لیکن آپ نے کسی چیز کی طرف بھی

Marfat.com

نظر اٹھا کر نہیں دیکھا جیسا کہ کلامِ پاک میں ارشادِ خداوندی ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک نہ ادھر ادھر متوجہ ہوئی اور نہ اپنی حد سے آگے بڑھی چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس ضمن میں ایک کتاب البیان لاھل العیان لکھی تھی جس میں ان معانی کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا تھا۔

(۴) آپ کی چوتھی تصنیف "اَسْرَارُ الْخِرَقِ وَالْمُؤْنَات" ہے جس میں آپ نے شیخ و مرشد کے آداب تحریر فرمائے ہیں چنانچہ کشف المحجوب میں خرقہ کی تعریف و تشریح بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس ضمن میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام اسرار الخرق و المؤنات ہے۔ اور میرے پاس اس کا ایک ہی نسخہ تھا جو مرو میں رہ گیا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی شائع نہیں ہو سکی اور نہ ہندوستان میں آئی۔

(۵) آپ کی پانچویں کتاب کشف الاسرار ہے اس چھوٹی اور مختصر کتاب میں تصوف اور معرفت کے حقائق و انوار بیان کئے گئے ہیں اور طریقت کے اسرار کے حجابات کو آشکارا کیا گیا ہے۔

Marfat.com

(۶) آپ کی چھٹی تصنیف کا نام "الرعایت لحقوق اللہ" ہے جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ بندوں پر اللہ تعالےٰ کے حقوق واجب ہیں اس ہیں باری تعالےٰ کی وحدانیت و یگانگت اور توحید کے مسائل نہایت مدلل طریقہ سے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں یہ کتاب نایاب ہے اور اب اس کتاب کا صرف نام ہی نام سنا جاتا ہے۔

(۷) آپ کی مشہور عالم اور مایۂ ناز تصنیف کشف المحجوب ہے جو بالعموم دستیاب ہوتی ہے آپ نے یہ کتاب غزنی ہی میں لکھی تھی اور جب آپ لاہور تشریف لائے تو اس کتاب کو اپنے ہمراہ لائے تھے اور لاہور کے دورانِ قیام ہی میں آپ نے اس کی تکمیل فرمائی چونکہ اس کتاب میں بعض لاہور کے واقعات کا بھی ذکر موجود ہے۔

حضرت شیخ ابو سعید ہجویری ؒ نے حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ سے معرفت و طریقت کے رموز و نکات کے بارے میں چند استفسارات و سوالات دریافت کئے تھے جن کے جواب میں آپ نے یہ کتاب تصنیف فرمائی تھی۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو در حقیقت ہندوستان میں اسلامی تصوف

Marfat.com

کے موضوع پر سب سے پہلی کتاب ہے جس میں نہایت مدلل اور مفصل طور پر طریقت و معرفت کے رازہائے سربستہ بیان کئے گئے ہیں اور ہر پہلو اور ہر اعتبار سے اس موضوع پر بحث کی گئی ہے اور آپ نے نہایت محققانہ انداز میں مکاشفہ اور مشاہدہ کے ذاتی تجربات بیان فرمائے ہیں۔

حضرت محبوب الٰہی شاہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کشف المحجوب میں معرفت و حقیقت کی جانب اس انداز سے رہنمائی کی گئی ہے کہ جس کا کوئی مرشد نہ ہو اس کو اس کتاب کی برکت سے مل جائے گا ـــ حضرت شرف الدین منیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مکتوبات میں اکثر مقامات پر کشف المحجوب کا حوالہ دیا ہے۔

اور اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ ملا جامی کشف المحجوب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"کشف المحجوب از کتب معتبرہ مشہور در یں فن است ولطائف وحقائق دریں کتاب جمع کردہ است"

کشف المحجوب کے متعلق دارا شکوہ کی رائے بھی ملاحظہ فرمایئے وہ لکھتا ہے۔

Marfat.com

"حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ را تصنیف بسیار است اما
کشف المحجوب مشہور و معروف است و ہیچ کس را براں سخن
نیست و مرشدے راست کامل در کتب تصوف بخوبی آں در زبان
فارسی کتابے تصنیف نہ شدہ"

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس تصنیف کی بدولت پہلی بار اسلامی تصوف کو ہندوستان میں پیش کیا گیا ہے جیسا کہ خود راقم فرماتے ہیں کہ آپ کے (ابو سعید ہجویری) کے استفسارات موصول ہونے پر بارگاہ خداوندی میں استخارہ کیا اور روحانی اور باطنی انکشاف ہونے پر میں آپ کے سوالات کے جواب میں یہ کتاب لکھی ہے اور اس کتاب کے مطالب و معانی کا لحاظ رکھتے ہوئے میں نے اس کتاب کا نام کشف المحجوب تجویز کیا ہے" اس لئے اس کتاب کے مباحث و ابواب کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

اس کتاب کے پہلے باب میں علم کے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ پہلا باب پانچ فصلوں پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے کلام پاک اور حضور پاکؐ کی احادیث کی روشنی میں علم کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ علم کی بدولت ہی ایک سالک روحانیت کی منازل طے کرتا ہے
اور یہ بات اس وقت تک ناممکن ہے جب تک عالم اپنے علم پر
عمل نہ کرے اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا علم اور مخلوق کا علم جو علم خداوندی کے مقابلہ میں ہیچ اور بے حقیقت ہے اور خالق و مخلوق کے علم میں بہت بڑا فرق یہ ہے کہ خالق حقیقی کا علم قدیم، قائم اور غیر محدود ہے اور ہر شے پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس کے مقابلہ میں مخلوق کا علم حادث فانی اور محدود ہے اور بندہ کا کمالِ بندگی یہ ہے کہ خالق حقیقی کے وسیع و بے پایاں علم کے پیش نظر اس کے تمام احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ اور راضی برضا رہے۔

فرمایا انسان کا صحیح علم خداوند تعالیٰ کے احکام اور اس کی ذات و صفات کا عرفان ہے ۔ احکامِ الٰہی کے علم کو علم شریعت اور اس کی ذات و صفات کے علم کا نام حقیقت و معرفت ہے جس طرح علم شریعت کے تین ارکان ہیں (۱) کتاب (۲) سنت (۳) اجماع امت اسی طرح علم حقیقت کے بھی تین ارکان ہیں۔

Marfat.com

(۱) باری تعالےٰ کی ذات کا علم ۔ یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا ۔ وہ نہ کسی مکان میں ہے نہ جہت میں، اس کا کوئی مثل نہیں

(۲) اللہ تعالےٰ کی صفات کا علم یعنی ـــــ وہ عالم ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے، دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔

(۳) خداوند تعالےٰ کے افعال کا علم ـــ یعنی وہ تمام مخلوقات کا خالق ہے۔

فرمایا جو شخص علم شریعت سے واقف نہیں اس کا دل نادانی کی بیماری میں مبتلا ہے اور جو آدمی خدا کا علم یعنی علم طریقت و معرفت اور حقیقت کے علم سے آگاہ نہیں ہے اس کا دل جہالت کی وجہ سے مردہ ہے ۔ شیخؒ کے نزدیک دونوں علوم کا حاصل کرنا لازمی اور ضروری ہے اور ہر مسلمان کو اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس سے اس کا عمل درست ہو سکے کیونکہ علم ہی وہ اصل جوہر ہے جو دل کو جہالت کی موت سے زندگی عطا کرتا ہے اور علم ہی کی بدولت آنکھوں کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے روشنی حاصل ہوتی ہے۔

کشف المحجوب کے دوسرے باب میں فقر کی ماہیت اور حقیقت سے

Marfat.com

بحث کی گئی ہے اور باب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے — پہلی فصل میں کلام الٰہی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں فقر کی افضلیت اور اس کے علاوہ مراتب کو بیان کیا گیا ہے۔

فرمایا ایک فقیر کی تعریف یہ ہے کہ وہ ظاہری اسباب کا مالک نہ ہوا ور کچھ نہ ہونا اس کی کسی چیز میں خلل انداز نہ ہو۔ اگر اس کے پاس ظاہری اسباب معیشت اور دنیاوی ساز و سامان ہو تو وہ اس کے ہونے سے مالدار نہ ہو جائے اور نہ ہونے سے محتاج و غریب نہ ہو جائے یعنی مال و دولت کا ہونا یا نہ ہونا اس کی نظر میں یکساں اور برابر ہو۔ بلکہ فقیر جتنا زیادہ محتاج و تنگ دست ہوتا ہے اسی قدر اس پر باطنی اسرار و رموز کا انکشاف زیادہ ہوتا ہے — فرمایا کمالِ فقر یہ ہے کہ اگر اس کے فقر کو دونوں جہانوں سے تولا جائے تو اس کے فقر کا پلڑا بھاری رہے اور دونوں جہان اس کی نظر میں مچھر کے برابر بھی حقیقت نہ رکھتے ہوں اور فقیر کی ایک سانس دونوں عالم میں نہ سمائے۔

دوسری فصل میں عارفانہ انداز میں فقر و غنا کی بحث ہے۔ بعض

صوفیائے کرام کے نزدیک غنا کا درجہ فقر کے مقابلہ میں افضل ہے اور اس کے ثبوت میں وہ یہ کہتے ہیں فقر کی نسبت خداوند تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں چونکہ غنا اللہ تعالےٰ کی حقیقت ہے۔

فرمایا حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ غنی منجملہ خدا کے اور ناموں کے ایک نام ہے اور یہ نام اسی کو زیب دیتا ہے۔ بندہ اس نام کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ چونکہ بندہ کسی سبب اور ذریعہ سے غنی ہوتا ہے مگر باری تعالےٰ سبب اور وجہ سے بے نیاز ہے۔ مخلوق کے غنا میں تغیرات واقع ہوتے ہیں لیکن خالق کا غنا تغیرات سے مبّرا ہے۔ مخلوق کی صفت حادث ہے اور حادث کی علت احتیاج ہے اور احتیاج کے ساتھ غنیٰ باقی نہیں رہ سکتا۔ اس لئے غنا صرف خالق ہی کی صفت ہو سکتی ہے اور یہ صفت بندہ کے لئے کسی طرح لائق و سزاوار نہیں ہو سکتی۔

تیسری فصل میں فقر و فقیر کے متعلق جو اولیائے کرام نے اقوال بیان کئے ہیں۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی وضاحت فرماتے ہوئے اپنے دلائل پیش کئے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت رویم بن محمد

Marfat.com

کا یہ قول کہ فقیر وہ ہے جو اپنے رازوں کو چھپائے۔ آفات سے اس کا نفس محفوظ ہو اور جو فرائض کا پابند ہو۔" حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے قول کی وضاحت یہ بیان فرمائی ہے کہ فقیر باطنی طور پر جن تجلیات کا مشاہدہ کرے اس کا اظہار نہ کرے اور اگر کسی خرق عادت بات کا یا کرامت کا اس سے اظہار ہو جائے تو اس کو چھپانے کی کوشش نہ کرے اور تجلیات کے مشاہدہ اور انوار کے ظہور سے اس قدر بے خود اور مست نہ ہو جائے کہ جس کی بنا پر احکام الٰہی کی اطاعت میں خلل واقع ہو۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ فقیر کی تعریف یہ ہے کہ اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو خاموشی اختیار کرے اور اگر ہو تو جو کچھ پاس ہو اس کو خرچ کر دے بلکہ خرچ کرنے کے لئے بیچین ہو۔ حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی یہ وضاحت اور تشریح بیان فرمائی ہے کہ اگر فقیر کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ خاموش رہے یعنی نہ ہونے کی شکایت نہ کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ راضی بہ رضا ہے اور اگر اس کے پاس کچھ ہے تو گویا خداوند تعالےٰ کی طرف سے

Marfat.com

اس کو یہ خلعت و انعام عطا کیا گیا ہے مگر خلعت فرقت کی علامت ہے اس لئے کہ محب خلعت کو قبول نہیں کیا کرتا ہے اسی وجہ سے جب فقیر کے پاس کچھ ہوتا ہے تو وہ جلد سے جلد خرچ کر کے فرقت سے نجات حاصل کرتا ہے۔

فرمایا سالکان راہ طریقت کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند درجہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ دنیاوی اسباب سے بے نیاز ہو کر حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں اسی لئے نہ وہ مال و دولت کے ملنے سے خوش ہوتے ہیں اور نہ ان کو دولت کے نہ ہونے کا غم ہوتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ درویش الطاف ربانی کی وجہ سے غنی ہو جاتا ہے۔

تیسرے باب میں لفظ صوفی کی وجہ تسمیہ اور اس کی حقیقت اور اصلیت کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ مختلف صوفیائے کرام نے لفظ صوفی کے مختلف معانی بیان کئے ہیں بعض کا قول ہے کہ چونکہ صوفی صوف کا کپڑا پہنتا ہے اس لئے اس کو صوفی کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک صوفی کو صوفی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ صف اول میں رہتا ہے۔ صوفیا کا ایک

Marfat.com

گروہ کہتا ہے کہ چونکہ صوفی کو اصحاب صفہ سے تعلق ہوتا ہے اس لئے اس کو صوفی کہا جاتا ہے۔ صوفیا کے ایک طبقہ کی رائے ہے کہ لفظ صوفی صفا سے ماخوذ ہے لیکن حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ نے ان سب رایوں سے اختلاف کیا ہے اور ان کے نزدیک یہ معانی اور توجیہات صحیح نہیں ہیں وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ صوفی اپنے اخلاق و معاملات کو سنوار کر طبیعت کی آفتوں سے صاف ہو جاتا ہے اس لئے اس کو صوفی کہتے ہیں اور صوفی اصل میں اسی کو کہتے ہیں جس کا دل دنیاوی آلائش و کدورتوں سے صاف ہو ـــ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ کے اقوال سے بھی حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی اس رائے کی تائید و توثیق ہوتی ہے۔

حضرت حسن نوریؒ کا قول ہے کہ تمام نفسانی خواہشات کے ترک کرنے کا نام تصوف ہے۔

حضرت حصریؒ کے نزدیک دل کی صفائی اور کدورت کی مخالفت کا نام تصوف ہے۔

اور حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص خدائے عزوجل کے سوا دونوں

Marfat.com

جہان میں کچھ نہ دیکھے وہ صوفی ہے ۔ فرمایا حضرت ہجویریؒ نے کہ صرف علوم و رسوم کو تصوف نہیں کہتے چونکہ اگر علوم ہوتا تو تعلیم سے حاصل ہوتا اور اگر رسوم ہوتا تو مجاہدہ سے حاصل ہوتا مگر یہ نہ تو تعلیم سے حاصل ہوتا ہے اور نہ مجاہدہ سے بلکہ تصوف ایک خاص اخلاق کا نام ہے ۔ اور اخلاق کا مطلب ہے بغیر کسی ریا کے احکام الٰہی کو بجا لانا ـــ بڑوں کی عزت کرنا اور چھوٹوں کے ساتھ عزت سے پیش آنا ـــ اور نفسانی خواہشات کو ترک کر دینا ۔

چوتھے باب میں صوفیوں کے لباس اور اس لباس کے آداب و شرائط کا بیان ہے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفی گدڑی یا کمبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں پہنتا ہے لیکن گدڑی پہننے کے لیے چند شرائط کا خیال لازمی ہے ـــ گدڑی صرف وہ لوگ پہن سکتے ہیں جو اللہ کے عاشق اور تارک الدنیا ہوں ۔ اور ان کے مشائخ نے ان کو گدڑی پہننے کی اجازت دی ہو ـــ فرمایا گدڑی پہننا گویا کفن کا پہننا ہے چونکہ اس کے بعد زندگی کی تمام آسائشوں اور لذتوں کو ترک کر کے صرف خدائے واحد کا ہو کر رہنا پڑتا ہے ۔

Marfat.com

پانچویں باب میں فقر و صفوت کا ۔ اور چھٹے باب میں ملامت کا بیان ہے اور اس کے بعد آئندہ سات بابوں میں صوفیانہ نقطۂ نظر سے صحابہ کرام، اہل بیت، اہل صفہ، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صوفیائے متاخرین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا ذکر ہے۔

کشف المحجوب کا چودھواں باب اپنی خصوصیت کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے چونکہ اس باب میں صوفیائے کرام کے مختلف فرقوں کے عقائد اور ان کے مسلک کے اصول نہایت محققانہ انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیائے کرام کے بارہ فرقے ہیں جن میں سے دس گروہ پسندیدہ ہیں اور دو گروہ ناپسندیدہ اور مردود ہیں۔ فرمایا ان دس گروہوں کی ریاضت اور مجاہدہ کے طریقے اگرچہ مختلف ہیں لیکن توحید و شریعت کے بنیادی اصولوں میں باہم کوئی اختلاف نہیں۔

(۱) **فرقہ محاسبیہ** فرمایا پہلا گروہ محاسبیہ کا ہے جس کے پیشوا ابو عبداللہ حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اپنے زمانہ کے بڑے برگزیدہ، عارف باللہ اور مشہور بزرگ تھے۔

Marfat.com

اور معرفت میں کامل دستگاہ رکھتے تھے اور اس فرقہ کا مسلک یہ ہے کہ مقاماتِ تصوف سے رضاء کا کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق احوال سے ہے۔

(۲) فرقہ طیفوریہ | دوسرا گروہ طیفوریہ کا ہے جس کے پیشوا ابویزید طیفور بن عیسٰی بن سروشان بسطانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کا مسلک سکر یعنی غلبہ اور مستی کا تھا اور آپ فرماتے ہیں کہ طریقت میں صرف اس شخص کو پیشوا بنانا چاہیئے جو احوال گردش سے آزاد ہو اور سکر پہ اس کی طبیعت قائم ہو جائے۔

(۳) فرقہ جنیدیہ | فرمایا چوتھا گروہ جنیدیہ کا ہے جس کے پیشوا ابوالقاسم جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ سید الطائفہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اور طاؤس العلماء آپ کا لقب تھا۔ آپ کا مسلک طیفوریہ کے خلاف تھا کیونکہ آپ سکر اور غلبہ کے برخلاف صحو کے قائل تھے۔ دیگر فرقوں کے مقابلہ میں آپ کے طریقہ کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ چنانچہ اکثر مشہور اور برگزیدہ مشائخ اور صوفیائے کرام کا یہی مسلک ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ کسی عارف باللہ کی

Marfat.com

صحبت سے فیضیاب ہونے کے لئے لازم ہے کہ سالک عالم صحو میں ہو یعنی ہوش کی حالت میں ہو۔

(۴) فرقہ قصاریہ | فرمایا صوفیائے کرام کا چوتھا فرقہ قصاریہ کا ہے جس کے پیشوا ابو صالح بن حمدون بن احمد بن عمارۃ القصار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کا مسلک ملامتیہ کا تھا آپ کا قول ہے کہ تجھ کو خداوند تعالےٰ کی ذات اور صفات کا علم مخلوقات کے علم سے بہتر ہونا چاہیئے۔

(۵) فرقہ نوری | صوفیا کا یہ گروہ ابوالحسن احمد بن محمد نوری کا پیروکار ہے۔ حضرت ابوالحسن احمد بن نوری رحمۃ اللہ صوفیائے کرام کے بڑے جلیل القدر اور اچھی خصلت و عادت کے بزرگ تھے، علمائے تصوف آپ کے مسلک کو بہت پسند کرتے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ کسی صاحبِ کمال کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے لئے بنیادی اصول اور طریقہ یہ ہے کہ ایثار سے کام لیا جائے اور ایثار اس گروہ کا بنیادی مسلک ہے اور اس فرقہ کے نزدیک دستورِ زندگی اس وقت تک قابلِ اعتماد نہیں ہوتا جب تک ایثار کے

Marfat.com

اصول کو نہ اپنایا جائے۔

(۶) فرقہ سہیلیہ | اس گروہ کے پیشوا حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رحؒ ہیں۔ آپ کا مقام تصوف میں اس قدر بلند درجہ پر ہے کہ صوفی علماء آپ کو اپنے زمانہ کا روحانی بادشاہ مانتے تھے ریاضت اور مجاہدہ اس طریقہ کا بنیادی دستور ہے اور آپ کا ارشاد ہے کہ بغیر مجاہدہ اور ریاضت کے انسان راہِ راست پر گامزن نہیں ہو سکتا۔

(۷) فرقہ حکیمیہ | اس گروہ کے پیشوا ابوعبداللہ محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو حکیم ترمذی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کو علوم باطنی اور ظاہری پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ آپ کو ان علوم میں اپنے زمانہ کا امام مانا جاتا تھا۔ روحانیت اور ولایت آپ کے طریقہ کی بنیادی چیزیں ہیں۔

(۸) فرقہ خرازیہ | اس فرقہ کے پیشوا حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ تجرید و انقطاع میں آپ عظیم شخصیت کے مالک ہیں۔ علمِ تصوف میں فنا اور بقا کی اصطلاحات آپ ہی نے

ایجاد فرمائی ہیں۔ اور یہ دونوں الفاظ یعنی فنا اور بقا آپ کے
مسلک کی بنیادی چیزیں ہیں۔

(۹) فرقہ خفیفیہ | اس گروہ کے امام اور پیشوا حضرت ابو عبداللہ
محمد بن خفیف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ نے علم طریقت
پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ کو علوم ظاہری اور باطنی پر
زبردست عبور حاصل تھا۔ اور ان علوم کے امام منفرد مانے
جاتے تھے آپ کا مسلک غیبت اور حضوری پر مبنی ہے۔

(۱۰) فرقہ سیاریہ | اس گروہ کے پیشوا حضرت ابوالعباس سیاری
رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ تمام علوم ظاہری اور باطنی ہیں امام یکتائے
روزگار تھے آپ کا مسلک جمع اور تفریق پر مبنی ہے۔

(۱۱، ۱۲) فرمایا حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مندرجہ بالا دس
گروہوں کے علاوہ دو گروہ ایسے ہیں جن میں سے ایک کا عقیدہ
یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ بندہ میں حلول کر جاتا ہے اور دوسرے
گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ روح ایک انسان سے دوسرے انسان
میں منتقل ہو جاتی ہے۔ ان گروہوں کے عقائد اور خیالات کو

Marfat.com

بربنائے جہالت ابوحلمان دمشقی اور حسین بن منصور حلاج کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقتاً ان دونوں گروہوں کے عقائد کتاب وسنت اور اجماع امت کے سراسر خلاف اور برعکس ہیں اور حلول اور تناسخ کا یہ عقیدہ ہندوؤں میں پایا جاتا ہے جو بالکل توحید اور تحقیق کے خلاف اور باطل نظریات پر مشتمل ہے۔ اسی وجہ سے حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ دونوں گروہ مردود ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب پنجم

سماع

Marfat.com

Marfat.com

حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کے مسئلہ پر نہایت تفصیل کے ساتھ مدلل طریقہ سے روشنی ڈالی ہے اور ہر پہلو کو مدنظر رکھ کر اس مختلف فیہ معاملہ پر بحث فرمائی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کی طبیعت اور دل کا ارادہ اور نیت مختلف ہوتی ہے۔ اسی بنا پر سماع کے احکام بھی ہر شخص کے لئے یکساں نہیں ہوتے اور ہر شخص کے متعلق ایک ہی فتویٰ دے دینا اور رائے قائم کر لینا سراسر ظلم ہے۔

سماع سننے والوں کی دو قسمیں ہیں ایک طبقہ وہ ہے جو صرف نفس مضمون اور اس کے معانی پر غور کرتا ہے اور دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو مضامین و معانی سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ان کی توجہ صرف راگ کی طرف ہوتی

Marfat.com

ہے اور وہ آواز کو سنتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے بندوں کی طبیعتوں میں جو
معانی ودلیعت فرمائے ہیں ان کے غلبہ کی بنا پر وہ سریلی آوازوں کو سنتے ہیں
اگر وہ معانی حق ہوں گے تو ایسی صورت میں سماع کا سننا حق اور جائز ہوگا۔
اور اگر معانی باطل ہوں گے تو اس کے لئے سماع بھی باطل ہوگا نتیجہ یہ نکلا
کہ جس شخص کی طبیعت میں فساد اور نقص ہوگا اس کے لئے سماع بھی موجب
فساد ہوگا۔

روایت ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنا
خلیفہ بنایا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو خوش الحانی اور خوش گلوئی عطا فرمائی۔
جب وحوش وطیور آپ کی سریلی آواز سنتے تھے تو آپ کے گرداگرد جمع
ہوجایا کرتے تھے آپ کو خدا نے ایسی پرسوز اور پُراثر آواز عطا فرمائی
تھی کہ آپ کی آواز سن کر بہتے دریا رک جاتے تھے اور پرندے اڑتے اڑتے
رک جاتے تھے اور گر کر مر جاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام گاتے
ہوئے جس جنگل سے گذر جاتے تھے تو جانور ایسے مست و بے خود ہو
جاتے تھے کہ ان کی بھوک پیاس ختم ہوجاتی تھی اور بچے نہ دودھ مانگتے
تھے اور نہ روتے تھے اور لوگوں پر آپ کی سریلی آواز اور لحن داؤدی کا یہ

Marfat.com

اثر ہوتا تھا کہ ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور اس کی لذت میں وہ مر جاتے تھے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ سات سو جوان لونڈیاں اور بارہ ہزار بوڑھے جاں بحق ہو گئے تھے۔ خداوند تعالےٰ نے چاہا کہ جو لوگ نفسانی خواہشات کے تحت سماع سنتے ہیں اور وہ لوگ جو حق کے لئے سماع سنتے ہیں ان دونوں گروہوں کے درمیان امتیاز پیدا ہو جائے اس پر شیطان ملعون نے ارادہ کیا کہ لوگوں کے دلوں میں شیطانی وسوسے پیدا کر کے ان کو بہکائے تو اس نے اپنے چیلوں کو بردے کار لانے کی اجازت مانگی اور اس کو اس بات کی اجازت مل گئی چنانچہ اس نے مضامیر یعنی ڈھول۔ باجے اور بانسری وغیرہ ایجاد کئے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی حق کی مجالس کے مقابلہ میں اس نے شیطانی مجالس منعقد کیں۔ جو لوگ نفسانی خواہشات کے تحت سماع اور گانا سنا کرتے تھے وہ شیطان کے مضامیر کی طرف مائل ہو گئے اور جو لوگ حق کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کا لحن اور ان کی آواز سنا کرتے تھے وہ انہیں کی آواز کی طرف مائل رہے اس طرح سے سماع سننے والوں کے دو گروہ ہو گئے فرمایا جو لوگ حق کے لئے سماع سنتے تھے یا سنیں ان کے لئے سماع حلال ہے اور جو

Marfat.com

لوگ نفسانی خواہشات کے لئے اور ہوس پرستی کے لئے گانا سنتے ہیں ان کے لئے سماع حرام ہے۔

سماع کی یہ تاریخ اور حقیقت بیان کرنے کے بعد آپ نے مسئلہ سماع کے متعلق صوفیائے کرام کے اقوال بیان فرمائے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

"اَلسَّمَاعُ وَارِدُ الْحَقِّ يُزْعِجُ الْقُلُوبَ اِلَى الْحَقِّ فَمَنْ اَصْغٰى اِلَيْهِ بِحَقٍّ تَحَقَّقَ وَمَنْ اَصْغٰى اِلَيْهِ بِنَفْسٍ تَزَنْدَقَ"

"یعنی سماع خداوند تعالےٰ کی طرف سے ایک کیفیت ہے جو حق کی جانب دلوں کو ابھارتی ہے پس جو اس کو حق کے لئے سنتا ہے وہ حق کی طرف مائل و راغب ہو جاتا ہے اور جو نفسانی خواہشات کی تکمیل کے ارادہ اور نیت سے سنتا ہے وہ زندیق ہو جاتا ہے۔"

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

السماع ظاهره فتنة وباطنه عبرةٌ فمن عرف اشارةً حلّ له سماع العبرةِ والّافقد استدعى الفتنة

وَتَعَرَّضَ لِلْبَلِیَّۃِ:

"یعنی سماع ظاہر میں فتنہ ہے اور باطن میں عبرت ہے جس شخص میں اشارہ کو سمجھنے کی استعداد اور اہلیت ہے اس کے لئے عبرت کا سننا حلال ہے ورنہ اس نے فتنہ کو دعوت دی اور مصیبت کو طلب کیا۔

حضرت ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کے جواز کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا تَخَلَّصْنَا مِنْہُ رَاسًا بِرَاسٍ یعنی کاش ہم کو اس سے مکمل طور پر خلاصی اور نجات حاصل ہو جاتی۔

ایک بزرگ کا قول ہے "اَلسَّمَاعُ تنبیہ الاسرار لِمَا فِیْھَا من المغیبات" یعنی انسان کے باطن میں جو چیزیں چھپی ہوئی ہیں سماع ان کا مشاہدہ کرنے کے لئے ان کو ابھارتا اور آمادہ کرتا ہے ——

حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر طریقت کا قول ہے کہ

اَلسَّمَاعُ زَادُ الْمُضْطَرِّیْنَ فَمَنْ وَصَلَ اسْتَغْنٰی عَنِ السَّمَاعِ:

"یعنی سماع عاجز لوگوں کا زادراہ ہے اور جو لوگ منزل پر پہنچ جاتے ہیں ان کو سماع سننے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔"

Marfat.com

اس کے بعد حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کے آداب اور اس کی شرائط بیان کی ہیں فرماتے ہیں کہ:۔

سماع کو بلا ضرورت سننا نہیں چاہیئے اور سماع کا عادی نہیں بننا چاہیئے اور جلدی جلدی نہیں سننا چاہیئے تاکہ اس کا احترام باقی رہے اور بغیر اپنے پیر طریقت کی موجودگی کے سماع نہیں سننا چاہیئے اور عام لوگ اس مجلس میں نہ ہوں اور سماع سنانے والے متبع شریعت اور پابند صوم وصلوٰۃ ہوں۔ دل میں دنیاوی خیالات جاگزیں نہ ہوں۔ اور طبیعت لہو ولعب کی طرف مائل نہ ہو۔ قوال کی نہ تعریف کرے اور نہ مذمت۔

فرمایا مبتدیوں کو سماع نہیں سننا چاہیئے تاکہ ان کی طبیعت پراگندہ نہ ہو۔ چونکہ طبیعت کی پریشانی اور پراگندگی سے بڑے فساد اور خطروں کے پیدا ہونے کا امکان ہے۔ چونکہ سماع کے وقت عورتیں چھتوں اور کوٹھوں سے دیکھتی ہیں اور سماع سنانے والے اور سننے والوں کی نظر ان پر پڑتی ہے جس سے سماع سننے والوں پر پردے پڑ جاتے ہیں اور نوجوانوں کو بھی محفل سماع میں نہ بیٹھنے دیں۔ چونکہ جاہل صوفیوں نے لہو ولعب کو اپنا مسلک

Marfat.com

بنالیا اور راہ راست سے ہٹ گئے ہیں۔

حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کے وقت کسی حالت میں بھی رقص کو پسند نہیں فرمایا بلکہ اس کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔ اور اس کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ البتہ وجد کے متعلق فرمایا کہ وجد اور رقص میں زمین آسمان کا فرق ہے اور راحت یا مصیبت سے خوشی یا غمی کے اثرات کو وجد کہتے ہیں اور مختصر یوں سمجھنا چاہیئے کہ وجد طالب و مطلوب کے مابین ایک راز ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک کیفیت ہے جس کا احساس وجدان ہی میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ششم

ارشادات

۱ - اقوال

۲ - اپنے مریدوں کو نصائح

Marfat.com

Marfat.com

اقوال حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک کا ایک ایک لفظ گنجینۂ حکمت و معرفت ہے اور مسلمانوں کی روحانی و باطنی فروغ کے لئے انہوں نے کلمات طیبات کا ایک لازوال درس اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ طالبانِ حق و صداقت اور تشنگان چشمہ معرفت کے لئے آپ کے کلمات اور اقوال درج ذیل ہیں۔

۱۔ فقیر کے لئے لازم ہے کہ بادشاہوں یا حاکموں کی جان پہچان اور ان کے میل جول کو اژدھا اور سانپ کی ہمنشینی اور دوستی خیال کرے کیونکہ جب فقیر کو بادشاہ کا لقب حاصل ہوتا ہے تو اس کا سامانِ سفر اور توشہ برباد ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

(۲) ترکی کلاہ سر پر رکھ لینے سے فقیری حاصل نہیں ہوتی۔ تم خواہ کافرانہ کلاہ سر پر رکھ لو۔ لیکن فقیر بنے رہو اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی پر کاربند رہو۔ اگر فقیر اس نیت سے فقیرانہ لباس پہنتا ہے کہ اس کو دولت مند کی ہم نشینی حاصل ہو جائے تو یقین جانو کہ وہ فقیر نہیں آتش پرست ہے جو غرور و تکبر سے پُر ہے۔

(۳) فقیر کے لئے مرشد کی حضوری سے بڑھ کر اور کوئی چیز درکار نہیں سچا مرشد وہ ہے جو دریائے معرفت کا غوطہ خور ہو۔

(۴) جب فقیر مسافر، مفلس، قلاش اور مصیبت زدہ ہوتا ہے تو صحیح معنوں میں فقیر ہوتا ہے۔ چنانچہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقر کے بارے میں کچھ فرما رہے تھے کہ فقیر کو معرفتِ الٰہی کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ صحابۂ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب الٰہی سے یہ حکم لائے سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ روئے زمین پر سیر و سیاحت کر کے دیکھو کہ جھٹلانیوالوں

Marfat.com

کا انجام کیا ہوا۔

(۵) جب تو دیکھے تو اللہ تعالےٰ کی کاریگری کو دیکھ۔ تو اپنی شمع کا پروانہ بن جا اور اس بات کا غم نہ کر کہ جان کو غم ہوگا ہونے دو اس کا ہونا ہی بہتر ہے۔

(۶) غرور کو اپنے جسم سے نکال۔

(۷) اے طالب! تو اپنے حبیب اور لطیف کا غم اپنے وجود میں پیدا کر۔ راہ خدا کا مرد بن۔

(۷) رات کو اٹھ کر عبادت کر۔ اپنے وجود کے سوراخ کشادہ کر۔

(۸) بہت بہت رو۔ خوش کم ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فلیضحکوا قلیلاً و لیبکوا کثیراً۔ پس چاہیئے کہ ہنسیں کم اور روئیں بہت۔

(۱۰) صبح کے وقت دریا پر جا اور حضرت خضر علیہ السلام سے محبت کر اور اسم مذکور کا ذکر کر تاکہ تو منزل پر پہنچ جائے۔

(۱۱) تجھے لازم ہے کہ نفسانی خواہشات کی طرف مائل نہ ہو۔

(۱۲) خلقت کا میل جول ترک کر دے اور تنہائی اختیار کر لے۔

Marfat.com

(۱۳) خلقت کی طرف سے جو بطور تحفہ پیش کش، نذر نیاز ملے فقراء میں تقسیم کردے اس میں سے کوئی چیز بھی اپنے پاس نہ رکھے۔

(۱۴) اللہ تعالٰے کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہ ہووے۔

(۱۵) اگر کسی قبر یا مزار پر تیرا گزر ہو تو اسے پڑھ کر بخش تاکہ اسے آرام نصیب ہو اور وہ تیرے حق میں دعا کرے۔

(۱۶) اگر کسی کی کھجور کی گٹھلی بھی ہو تو اس کے حوالے کردے اور اپنے پاس نہ رکھ۔

(۱۷) جب دوست کا کوئی بھید تجھے حاصل ہو اسے باہر نہ پھینک اور اس سے بیزار نہ ہو کیونکہ اس سے تیرا بھلا ہوگا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ جب منصور حلاج نے دوست کے بھید کا ایک ذرہ ظاہر کیا۔ جس کے بدلے اسے سر دینا پڑا اور اس کی معرفت خاک میں مل گئی۔

(۱۸) اس میں شک نہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اولیاء اللہ کے دوست ہیں اور بقا اور مشاہدہ ربانی اولیاء اللہ کے وسیلہ سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱۹) صلہ رحم کی دوستی تجھ پر فرض ہے۔

Marfat.com

(۲۰) تجھے لازم ہے کہ اپنے ماں باپ کو اپنا قبلہ سمجھے۔

(۲۱) اگر کوئی مشکل پیش آئے تو والدین کی قبر پر جا کر دعا کرے تو اس کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔

(۲۲) نفس کافر ہے حسب ذیل باتوں کے سوا نہیں مرتا۔ حق کی مدد۔ خاموشی، بھوک، تنہائی، میل جول کا ترک، اور اکیلے بیٹھ کر ہر دم خدا کی یاد کرنا۔

(۲۳) تجھے لازم ہے کہ سچا عاشق بنے اور اپنے پیر و مرشد کے قدموں میں جان دے دے۔ مرشد کے قریب ہی رہے۔ ہر وقت مرشد کا دیدار کرتا رہے تاکہ تو حقیقت اور طریقت حاصل کرے۔

(۲۴) سنو اور گوش ہوش سے سنو! یہ باتیں تمہارے کام آئیں گی۔ یہ اچھی طرح یاد رکھ کہ خواہ تم ہفت ہزاری بھی ہو جاؤ تو کیا ہو جائیگا آخر میں تم مٹھی بھر مٹی ہو اور مٹی ہو جاؤ گے۔ تم منی کا ایک قطرہ ہو کیوں اس قدر غرور کرتے ہو۔ آخر کار جو کچھ تمہیں دنیا سے نصیب ہے وہ لے دے کے چار گز کفن ہے وہ بھی خدا جانے نصیب ہو یا نہ ہو۔

Marfat.com

(۲۵) اے طالبو! غور کرو اور سمجھو۔ غرور و تکبر چھوڑ دو۔

(۲۶) راہ حق کے مرد بنو۔

(۲۷) بیگانے کو اپنے پاس نہ آنے دو۔

(۲۸) دولت کو عذاب سمجھو۔ دولت اہل فاقہ کو دے دو۔ قربان کر دو۔
اگر نہ دو گے تو قبر میں کیڑے بن کر کھائے گی اگر دے دو گے تو
وہ تمہاری دوست بن جائے گی۔

(۲۹) تمہارے ہاتھ پاؤں بھی تمہارے دشمن ہیں۔ جب تم مر جاؤ گے تو
تمہارے پاؤں کہیں گے کہ تم بری جگہ کیوں گئے تھے۔ ہاتھ کہیں گے
تم نے غیر کی چیز کو کیوں چھوا۔ آنکھیں کہیں گی کہ تم نے کیوں بری نگاہ
سے دیکھا

(۳۰) اپنے گناہوں کے لئے دن رات استغفار کرتے رہو۔

(۳۱) استاد کا حق بجا لاؤ۔

(۳۲) کمزور خلقت پر رحم کرو۔

(۳۳) حرام لقمہ نہ کھاؤ۔

(۳۴) بے عزتی کی جگہ پر قدم نہ رکھو۔ جو عزت کرے اس کے پاس بیٹھو۔

Marfat.com

(۳۵) دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔ توبہ گناہوں کو۔ جھوٹ رزق کو۔ چغلی عمل کو۔ غم عمر کو۔ صدقہ بلا کو، غصہ عقل کو، پچھتانا سخاوت کو، تکبر علم کو، نیکی بدی کو اور ظلم عدل کو۔ فرمایا ان باتوں پر عمل کرے اور میرے حق میں دعائے خیر کرے۔ مجھے یاد رکھے اور خدائے تعالےٰ کو پہچانے۔ غیر پر بالکل نگاہ نہ کرے۔

(۳۶) طالب کے لئے ضروری ہے کہ غرور و تکبر اور خود پسندی کو چھوڑ دے۔

(۳۷) مندرجہ ذیل آٹھ کلمات پر عمل کرنے سے خدا شناسی حاصل ہو جاتی ہے۔

(ا) جب نماز ادا کر رہے ہو تو اپنے دل کو قابو میں رکھو۔

(ب) جماعت کے یار بنے رہو۔

(ج) جب کسی کے گھر جاؤ تو اپنی آنکھ کو محفوظ رکھو۔

(د) جب خلقت کے پاس آؤ تو زبان کی نگہداشت کرو۔

(ہ) اللہ تعالےٰ بزرگ و بلند کو فراموش نہ کرو۔

(و) موت کو نہ بھلا دو۔

Marfat.com

(ز) جو نیکی کسی کے حق میں کرو اسے بھول جاؤ۔

(ح) بدی جو تم سے کی جائے اسے فراموش کر دو۔

(۳۸) اللہ تعالےٰ سے دعا کرو "یا اللہ میرے دل کو روشن چراغ بنا۔ اور مجھے اپنی یاد کا شوق بخش اور میرے دل کو غیر سے خالی کر۔ میرے مرشد کو مجھ پر مہربان کر۔ پہلے مجھے شکر بخش بعد ازاں دولت دے پہلے مجھے کدورت سے پاک کر بعد ازاں اپنی طرف سے عنایت کر۔ پہلے مجھے صبر و صبوری عنایت کر بعد ازاں مجھے بیماری دے یا اللہ مجھے! وہ عنایت کر جو بہت نیک اور عمدہ ہو۔ مجھے اس بات کی توفیق دے جو پسندیدہ ہو۔

(۳۹) مبتدی کو سماع نہیں سننا چاہیئے۔ بلکہ اس کے پاس تک نہیں پھٹکنا چاہیئے۔ اور الگ رہنا چاہیئے۔ یہ راستہ بہت مشکل و محال ہے۔ زوال کا زیادہ اندیشہ ہے۔

(۴۰) گوشہ گیری اختیار نہ کر۔ بلکہ اللہ تعالےٰ سے مرشد کامل کی صحبت طلب کر۔ اس کی محبت میں مجنوں بن جا۔

(۴۱) دنیا پانی پر کشتی کی طرح ہے اور بے آب ملک ہے تو غوطہ لگانیوالا

غوطہ خور بن نہ کہ ڈوبنے والا۔

(۴۲) ایسا کام کر کہ تجھ سے کسی کو فیض پہنچے۔ کسی کا دل ناراض نہ کر۔

(۴۳) محبت ایک کیفیتِ حال ہے اور حال کبھی قال نہیں ہوتا یعنی محبت اگر زبردستی پیدا کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہ سراسر عطائے الٰہی ہے۔ یہاں زور و زر کا کام نہیں۔

(۴۴) دنیا کو کمینہ اور ادنیٰ سمجھ۔ عقبیٰ کا بھی طالب نہ بن۔ عقبیٰ کو بھی عذاب ہی خیال کر۔

(۴۵) مولیٰ کا طالب بن تاکہ تو مذکر اور نر ہو جائے۔

(۴۶) طمع اور خواری کو اچھی طرح سمجھ لے۔

(۴۷) دنیاوی مکر و عقل کو اپنے سے دور کر۔ ایمانی عقل کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر۔

(۴۸) مرشد کو اپنا قبلہ جان۔ اس کے سامنے حاضر رہ اور نفس کو موٹا تازہ نہ بنا۔

(۴۹) یادِ حق میں عمر بسر کر، اپنے آپ کو سختی میں رکھ اور محنت کر تاکہ تو مرد بن جائے۔

Marfat.com

(۵۰) اکیلے رہنا نہایت بے بہا چیز ہے اور بیش قیمت اسباب ہے۔ مرشد کی حضوری ہر وقت اور ہر لحظہ رکھنی چاہیئے۔

(۵۱) مزاروں پر جا کر فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ تاکہ اہل مزار بھی دعا کریں۔

(۵۲) یتیموں کے سر پہ ہاتھ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ ایک بہترین فرض ہے۔

(۵۳) نماز باجماعت ادا کرنی چاہیئے - دل سے وضو کرنا چاہیئے۔

(۵۴) اللہ تعالٰے کی صفت ہر دم بیان کرنی چاہیئے کیونکہ اس کے سوا نہ ہمارا کوئی پشت و پناہ ہے نہ فریاد رس۔

(۵۵) اللہ تعالٰے سے نیک اولاد مانگو۔

(۵۶) اگر تم میں اکیلے رہ کر سلامت رہنے کی قوت ہے تو بیوی نہ کرو۔ کیونکہ یہ بڑی مصیبت ہے اور دردناک عذاب ہے۔

(۵۷) دنیا خوشی کا مقام نہیں۔ سراسر درد ہے۔

(۵۸) اللہ تعالٰے جو چاہتا ہے کرتا ہے دم مارنے کی جگہ نہیں۔ وہ آقا ہے ہم اس کے بندے ہیں۔

(۵۹) اے طالب! حق کا طالب بن۔ تکلیف سے نہ ڈر۔ فقیری مشکل ہے۔

Marfat.com

علم پڑھ، علم سیکھ اور عمل کر۔

(۶۰) والدین کو بلا شک وشبہ قبلہ جان کیونکہ ایسا کرنے سے تو منزل الہٰی پر پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ تو صدر ہو جائے گا اور اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم تیرے شامل حال ہو جائے گا۔

(۶۱) اے طالب! جو کچھ اللہ تعالےٰ عنایت کرے اس پر راضی رہ۔ اگر جنگل بخشے تو اس میں رہ۔ اگر آبادی بخشے تو اس میں خوش رہ۔ اگر وطن نصیب کرے تو وطن میں رہ۔ اگر پردیس دے تو پردیس میں رہ۔ غرضیکہ جو کچھ اللہ تعالےٰ بخشے اس پر راضی رہ۔ اگر گدڑی دے تو پہن لے اگر قاقم دے تو اسے اوڑھ لے۔ اگر گدھا دے تو اس پر سوار ہو جا۔ اگر گھوڑا دے تو اسے بھی نہ چھوڑ۔ جو کچھ دے لے لے۔ جو نہ دے اس پر صبر کر تاکہ تو مردِ راہ بن جائے۔

اور تو خدا رسیدہ ہو جائے۔ صبر عجب چیز ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَحِ صبر خوشی کی چابی ہے۔ صبر اختیار کر اور مردِ راہ بن۔

(۶۲) جب بندہ جانتا ہے کہ تمام امور کی بہتری کو خدا تعالےٰ ہی بہتر

Marfat.com

جانتا ہے اور جو بھلائی اور برائی بندہ کو پہنچتی ہے وہ مقدر ہے۔ پس لامحالہ قضائے الٰہی کو تسلیم کر لینے اور اس سے مدد مانگنے کے سوا چارہ کار اور کیا ہو سکتا ہے۔ (تاکہ وہ نفس امارہ کی شرارت و سرکشی سے بندہ کو ہر حالت میں محفوظ رکھے اور اس کی بہبودی و بہتری اس کو عطا فرمائے) اس لئے ضروری ہے کہ تمام کاموں میں بندہ اللہ سے استخارہ کیا کرے تاکہ وہ اس کو خطا اور خلل اور آفت سے محفوظ رکھے۔

(۶۳) جس کام میں غرض نفسانی ہوتی ہے اس سے برکت اٹھ جاتی ہے اور دل صراط مستقیم سے ہٹ کر ٹیڑھے اور غلط راستے پر لگ جاتا ہے۔ اور پھر وہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا یا تو اس کی غرض پوری ہو گی یا نہیں ہو گی۔ اگر اس کی غرض پوری ہو گی تو بھی اس میں اس کی ہلاکت ہے کیونکہ دوزخ کے دروازے کی کنجی سوائے نفس کی مراد حاصل ہونے کے اور کوئی نہیں اور اگر اس کی غرض پوری نہ ہو گی تو ایسی صورت میں چاہئے کہ غرض پہلے ہی دل سے نکال دی جائے کہ اس کی نجات کا سبب ہو کیونکہ بہشت کے

Marfat.com

دروازے کی کنجی سوائے نفس کو اپنی غرض سے روکنے کے اور کوئی نہیں۔

(۶۴) نیّت کو کاموں میں بڑا بھاری دخل ہے اور اس پر سچّی دلیل موجود ہے کیونکہ بندہ ایک ہی نیت سے ایک حکم سے دوسرے حکم میں ہو جاتا ہے حالانکہ اس کے ظاہر پر کوئی اثر نمودار نہیں ہوتا مثلاً کچھ مدت اگر روزے کی نیت کئے بغیر کوئی شخص بھوکا رہے تو اس کو اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اور جب وہ روزہ کی نیت کرے گا تو وہ مقربان الٰہی میں سے شمار ہو جائے گا اور اس کے ظاہر پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ یا مثلاً جب کوئی مسافر شہر میں آکر کچھ مدت رہے جب تک وہ قیام کی نیت نہ کرے گا مقیم شمار نہ ہوگا اور جب اقامت کی نیت کرے گا تو مقیم سمجھا جائے گا اور اسی قسم کے بہت سے امور ہیں کہ نیت کے بغیر ان کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا پس نیک اعمال کی نیت عمل کے شروع میں کرنا ضروری ہے۔

(۶۵) حجاب دو قسم کا ہوتا ہے ایک حجاب رینی رین عربی میں زنگ کو کہتے ہیں مراد طبعی اور پیدائشی) فرمایا ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے

Marfat.com

ہیں اور یہ حجاب ہرگز نہیں اٹھ سکتا۔ اور دوسرا حجاب غینی یہ جلدی اٹھ جاتا ہے۔

(۶۶) خدائے تعالےٰ سے توفیق اور اعانت چاہنے سے مراد یہ ہے کہ بندہ کا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں جو نیک کاموں میں اس کی مدد و نصرت کرے اور زیادہ کی توفیق بخشے اور توفیق کے معنیٰ نیک اعمال میں بندہ کے فعل کے ساتھ تائید الٰہی کی موافقت ہے اور کتاب وسنت نبوی توفیق الٰہی کی صحت پر ناطق ہے اور تمام امت کا اسی پر اجماع ہے۔ سوائے معتزلہ اور قدریہ کے جو لفظ توفیق کو مہمل اور تمام معانی سے خالی سمجھتے ہیں اور مشائخ طریقت نے کہا ہے کہ التوفیق ھو القدرۃ علی اطاعۃ عند الاستعمال (یعنی توفیق عمل کے وقت فرمانبرداری کی طاقت ہے) جب بندہ خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو پہلے سے زیادہ قوت اور طاقت ملتی ہے اور جملہ حالات میں انسان کی تمام حرکات وسکنات اللہ تعالےٰ کے افعال اور اس کے مخلوق ہیں۔ پس اس قوت کو جس کے ذریعہ انسان اللہ کی فرمانبرداری کرتا

Marfat.com

ہے توفیق الٰہی کہتے ہیں۔

(۶۷) علم طریقت کے حقائق سرخ گندھک کی مانند ہیں جو بالکل کم یاب ہوتی ہے اور جب اس کو پا لیتے ہیں تو وہی کیمیا ہوتی ہے اور اس کا ایک دانگ بھر (تقریبًا ۶ رتی) وزنی پتھر بہت سے تانبے اور کانسہ کو سونا بنا دیتا ہے۔

(۶۸) فرمایا علوم بہت ہیں۔ اور انسان کی عمر تھوڑی ہے اس لئے تمام علوم وفنون کا سیکھنا انسان پر فرض نہیں مثلاً علم نجوم، حساب، طب اور علم بدیع کی تمام صنائع وبدائع وغیرہ کا پڑھنا کوئی ضروری نہیں البتہ نجوم کا سیکھنا اس قدر ضروری ہے جس سے رات میں اوقات نماز معلوم ہوسکے۔ اسی طرح بیماری سے بچنے کے لئے علم طب، وراثت کے مسائل سمجھنے کے لئے علم میراث اور حیض وعدت وغیرہ کو سمجھنے کے لئے علم فقہ غرضیکہ علم کا سیکھنا اس قدر ضروری (فرض) ہے جس سے عمل درست ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو غیر مفید علم سیکھتے ہیں۔ ارشاد ہے۔ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ (اور لوگ وہ علم سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دیتا

Marfat.com

ہے اور کوئی فائدہ نہیں دیتا) اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسے علم سے خدا کی پناہ مانگی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ (اے اللہ میں اس علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے) پس تھوڑے علم کی مدد سے بہت سا عمل کرنا چاہیئے۔ اور ضروری ہے کہ علم کے ساتھ عمل بھی ہو۔

(۶۹) علم دو قسم کا ہے۔ ایک علم الٰہی۔ دوسرا علم مخلوق اور بندہ کا علم علم الٰہی کے مقابلہ میں لاشئے محض ہوتا ہے کیونکہ علم الٰہی اللہ کی صفت قدیم ہے۔ جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس کی صفتوں کے لئے انتہا نہیں اور ہمارا علم ہماری صفت جو ہمارے ساتھ قائم ہے اور ہمارے اوصاف متناہی ہیں۔

(۷۰) فرمایا علم کی نہایت عمدہ تعریف یہ ہے اَلْعِلْمُ صِفَۃٌ یَصِیْرُ الجاھل بِھَا عَالِمًا۔ یعنی علم ایک صفت ہے جس سے جاہل عالم بن جاتا ہے۔

(۷۱) طالبِ حق کو چاہیئے کہ سب اعمال ایسے طور پر کرے گویا خدا اس کو اور اس کے افعال کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ وہ جانتا ہے کہ خدا سے

افعال پوشیدہ نہیں۔

(۷۲) جب انسان یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے تو وہ کوئی ایسا کام نہ کرے کہ قیامت کے دن اس کے سامنے اسے شرمسار ہونا پڑے۔

(۷۳) انسان کو امور الٰہی اور خدا کی معرفت کا علم ہونا ضروری ہے۔

(۷۴) حقیقت ظاہر و باطن کے بغیر منافقت ہے اور باطن ظاہر کے بغیر بے دینی ہے۔

(۷۵) شریعت کا ظاہر باطن کے بغیر نقصان اور باطن بغیر ظاہر کے ہوس ہے۔

(۷۶) علم حقیقت کے تین ارکان ہیں۔

(۱) ذاتِ الٰہی اور اس کی وحدانیت اور اس سے تشبیہ کی نفی کا علم

(۲) صفاتِ الٰہی اور اس کے احکام کا علم

(۳) افعال الٰہی اور ان کی حکمت کا علم

اور علم شریعت کے بھی تین ارکان ہیں۔

(۱) علم کتاب الٰہی

Marfat.com

(۲) علم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) علم اجماع امت

(۷) علم ذاتِ الٰہی کی شرط یہ ہے کہ عاقل، بالغ انسان یہ اچھی طرح جان لے کہ حق تعالےٰ بذات خود ہمیشہ سے تھا ہمیشہ سے ہے اور رہے گا نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ وہ کسی خاص مکان اور جہت میں نہیں اور اس کی ذات آفت (نقص) سے پاک ہے۔ مخلوق میں اس کی مانند کوئی نہیں اور نہ اس کے بیوی بچے ہیں اور جو کچھ تمہارے وہم و عقل میں متصور ہوتا ہے اور ان سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور ان کا قائم رکھنے والا اور مالک ہے۔

(۸) فقیر کی ایک رسم ہے اور ایک حقیقت اور اس کی رسم مفلسی اور بیکسی ہے اور حقیقت ذاتِ حق کی طرف توجہ اور اس کی معرفت ہے۔

(۹) فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور نہ کسی چیز سے اس کا نقصان ہو نہ تو اسبابِ دنیاوی کے موجود ہونے سے وہ غنی ہوتا ہے اور نہ ہونے سے اس کا محتاج رہتا ہے۔ اسباب کا ہونا نہ ہونا اس کے فقر کے نزدیک برابر ہے۔

Marfat.com

(۸۰) اولیاء اللہ کی زندگی مخفی عنایات و اسرارِ الٰہی کے ساتھ قربِ حق میں بہتر ہے نہ کہ دنیا کے اسباب کے ساتھ جو بے وفا اور بدکاروں کا گھر ہے۔ غرض دنیاوی ساز و سامان رضائے الٰہی کے رستہ میں روکنے والے ہیں۔

(۸۱) نام غنا صرف اللہ تعالےٰ ہی کے لائق ہے اور مخلوق اس نام کی مستحق نہیں۔ اور فقر کا نام خلقت کے ہی سزاوار ہے اور حق تعالےٰ پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔

(۸۲) صفا کدر کی ضد ہے اور کدر صفاتِ بشریہ میں سے ہے پس درحقیقت صوفی وہ ہے جو کدورت (بشری) سے آگے نکل کر صفائے حق کی طرف متوجہ ہو۔

(۸۳) جو شخص محبت الٰہی کی وجہ سے نفسانی خواہشات سے پاک صاف ہو جاتا ہے وہ صاف باطن ہوتا ہے اور جو شخص ذات محبوبِ حقیقی میں مستغرق اور ماسوا اللہ سے بیزار (فانی فی اللہ اور باقی باللہ) ہو جاتا ہے وہ صوفی ہے۔

(۸۴) تصوف کا دعوےٰ کم کرنا اور اہل تصوف کے ساتھ نیک اعتقاد رکھنا۔

Marfat.com

(۸۵) صوفی لوگوں کا ظاہری نشان گدڑی پہننا ہے اور گدڑی پہننا سنت ہے۔

(۸۶) تم پر لازم ہے کہ جو کچھ تمہارے اختیار میں نہ ہو اس کو اپنے کا قصد نہ کرو کیونکہ اگر تم ہزار بار بھی طریقت کے قبول کرنے کے لئے کہو گے تو ایسا نہیں ہوگا کہ ایک لحظہ کے لئے بھی طریقت تمہیں قبول کرے اس لئے کہ یہ کام گدڑی پہننے سے نہیں ہوتا بلکہ عشق الٰہی کی سوزش سے ہوتا ہے۔

(۸۷) جب طریقت کسی شخص کی آشنا ہوتی ہے تو اس کی امیرانہ قبا بھی فقیرانہ گدڑی کی طرح ہو جاتی ہے اور جب وہ طریقت سے بیگانہ ہوتا ہے تو اس کی گدڑی قیامت کے روز بدبختی کا رقعہ اور شقاوت کا فرمان ہوتا ہے۔

(۸۸) اہل معرفت الٰہی اس بات سے بالاتر ہیں کہ لباس سے شہرت حاصل کریں۔

(۸۹) جو شخص اشیاء کے ظاہر پر کفایت کرتا ہے وہ تحقیق کو نہیں پہنچ سکتا۔

(۹۰) گدڑی ہلکا پن اور فقط آسانی کے پیش نظر پہنی جائے اور جب تک

Marfat.com

گدڑی کا کچھ اصل موجود ہو (یعنی استعمال کے قابل ہو) اسے ہی کام میں لایا جائے اور جہاں سے پھٹ جائے وہاں ٹکڑا لگا دیا جائے۔

(۹۱) گدڑی کا پہننا دو گروہوں کے لئے درست ہے ایک تو دنیا سے قطع تعلق کرنے والوں کے لئے دوسرے مشتاقان مولیٰ کے لئے

(۹۲) رضا دو قسم کی ہوتی ہے (اول) خداوند تعالےٰ کا بندہ سے راضی ہونا (دوم) بندہ کا خداوند تعالےٰ سے راضی ہونا۔ رضائے الٰہی کی حقیقت سو وہ بندہ کے لئے ثواب و نعمت و کرامت عطا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور رضائے بندہ کی حقیقت خدائے تعالےٰ کے فرمان پر ثابت قدم ہونا اور اس کے حکم کی تعمیل کے لئے سر تسلیم خم کر دینا ہے۔

(۹۳) بندہ کی رضا یہ ہے کہ اس کا دل قضائے الٰہی کی دونوں طرفوں سے خواہ قضائے منع ہو خواہ قضائے عطا ہو یکساں طور پر مطمئن اور راضی ہو۔ اور اس کا باطن احوال کے دیکھنے سے خواہ وہ جمالی ہوں خواہ جلالی مستقیم اور قائم ہو چنانچہ اگر قضائے الٰہی کسی چیز کے عطا نہ کرنے پر ٹھیر جائے یا اس کے عطا کرنے پر سبقت کرے تو بندہ کی رضا میں

Marfat.com

دونوں باتیں مساوی ہوں۔ یعنی اس کا دل دونوں حالتوں میں برابر راضی رہے۔ اور اگر ہیبت و جلالِ الٰہی سے وہ جل جائے یا نورد لطفِ جمالِ حق سے روشن ہو جائے تو یہ روشن ہونا اور جلنا اس کے نزدیک یکساں ہو۔

(۹۴) رضا کی اصل حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات پر یقین رکھے کہ کسی چیز کا دینا اور نہ دینا اللہ تعالےٰ کی مشیت و ارادہ سے ہے اور اس بات کا بھی اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالےٰ سب احوال میں اس کو دیکھتا ہے۔

(۹۵) اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور چیز کے لئے رضا خسارہ ہے اس لئے کہ غیر سے راضی ہونا بڑی ہلاکت ہے اور حق تعالےٰ پر راضی ہونا صریح سعادت ہے جس سے آخرت کی عافیت ملتی ہے اور رضا باعث رضوانِ الٰہی ہے۔

(۹۶) تصوف کے مقامات میں سب سے پہلا مقام توبہ ہے دوسرا انابت تیسرا زہد اور چوتھا توکل ہے۔

(۹۷) صوفی کو جائز نہیں کہ سچی توبہ کئے بغیر انابت کا دعوےٰ کرے اور سچی

Marfat.com

انابت کے بغیر زہد کا اور زہد کے بغیر توکل کا۔

(۹۸) حال وہ کیفیت ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے دل پر طاری ہوتی ہے جب وہ کیفیت طاری ہوتی ہے تو اپنی کوشش سے اسے ہٹا نہیں سکتے اور جب وہ چلی جاتی ہے تو تکلف اور کوشش سے اسے حاصل نہیں کر سکتے۔

(۹۹) مقام بندہ کے اعمال سے متعلق ہے اور حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلق رکھتا ہے۔

(۱۰۰) رضا مقاماتِ سلوک کی انتہا اور احوال کی ابتدا ہے اور یہ وہ محل ہے کہ اس کی ایک طرف کسب و مجاہدہ اور دوسری طرف محبت و غلبہ اشتیاق ہے اور اس سے بالاتر کوئی اور مقام نہیں اور یہاں آ کر انسان کے تمام مجاہدات ختم ہو جاتے ہیں پس اس کی ابتدا تو بندہ کے کسب و ریاضت سے ہوتی ہے اور انتہا اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام پر

(۱۰۱) سکر غلبہ مدہوشی اور جذب و مستی کو کہتے ہیں جس سے مراد اربابِ معانی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہے اور صحو ہوشیاری سے مراد مقصود کا حاصل کرنا ہے۔

Marfat.com

(۱۰۲) سکر سرتا سر گمان فنا ہے۔ بقائے صفت کے ساتھ اور یہ حجاب ہے اور صحو سرتا سر دیدار بقا ہے۔ صفت کے فنا ہونے کی حالت میں اور یہ عین کشف و مجاہدہ ہے۔

(۱۰۳) ایثار کی حقیقت یہ ہے کہ صحبت و رفاقت میں اپنے ساتھی اور دوست کے حق کا خیال رکھے اور اپنا حصہ اسے دے دے اور دوست کے آرام کے لئے خود تکلیف اٹھائے۔

(۱۰۴) کمینے اخلاق (یعنی تکبر و حسد و بخل و کینہ و غصہ وغیرہ) اور برے افعال (یعنی معاصی) کا اظہار نفس کے سبب سے ہوتا ہے پس ریاضت و مجاہدہ سے ان برے اوصاف کو اپنے سے دفع کیا جاتا ہے۔

(۱۰۵) برے اخلاق اوصاف باطنیہ میں سے اور ریاضت افعال ظاہرہ میں سے ہے اور توبہ اوصاف باطن میں سے۔ پس جو ردی اوصاف باطن میں پیدا ہوتے ہیں وہ ظاہر کے اچھے اوصاف سے پاک ہو جاتے ہیں اور جو بد افعال ظاہر میں پیدا ہوتے ہیں وہ باطن کے پسندیدہ اوصاف سے دور ہو جاتے ہیں۔

(۱۰۶) جو شخص دنیا میں حق سبحانہٗ کو پہچان لے اور دوسروں سے اعراض

کرے اور شریعت کے راستہ پر قائم ہو وہ قیامت میں دوزخ اور پل صراط کو نہیں دیکھے گا۔

(۱۰۷) مومن کی روح اس کو بہشت کی طرف دعوت دینے والی ہے کیونکہ دنیا میں بہشت کا نمونہ وہی ہے۔ اور اس کا نفس اس کو دوزخ کی طرف بلانے والا ہے کیونکہ دنیا میں دوزخ کا نمونہ وہی ہے اور اس روح کی مدبر کامل عقل ہے اور نفس کی راہبر ناقص خواہش اور عقل کی تدبیر حق ہے اور خواہش کی تدبیر خطا۔ اس لئے طالبان حق کو لازم ہے کہ ہمیشہ نفس کی مخالفت کے طریق پر چلیں تاکہ اس کے خلاف روح و عقل کی مدد کر سکیں جو سرِّ الٰہی کا محل ہے۔

(۱۰۸) خلاصی اور نجات مشیت الٰہی سے متعلّق ہے نہ کہ مجاہدہ سے

(۱۰۹) فلاح و نجات کے لئے فقط عنایت الٰہی کی سبقت درکار ہے نہ مجاہدہ کی کثرت کیونکہ جو شخص زیادہ مجاہدہ کرنے والا ہے۔ وہ اپنی کثرتِ مجاہدہ سے اللہ تعالےٰ کے قہر و مواخذہ سے بے خوف نہیں ہو سکتا بلکہ جس پر عنایت حق زیادہ ہے وہ حق سے

Marfat.com

زیادہ نزدیک ہے۔

(۱۱۰) انسان کے لئے سب سے مشکل چیز خدا کی پہچان ہے۔

(۱۱۱) پیغمبر ولیوں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں اس لئے ولایت کی انتہاء نبوت کی ابتدا ہے۔

(۱۱۲) اولیاء اللہ منزل مقصود کے طالب ہوتے ہیں اور اس راستہ پر چلتے ہیں اور انبیاء منزلِ مقصود پر پہنچے ہوئے اور مقصد حاصل کئے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۱۱۳) جو ولیوں کے لئے مقام ہے وہ نبیوں کے لئے آغاز ہے۔

(۱۱۴) پیغمبروں کی بزرگی اور رتبہ صرف معجزوں سے ہی نہیں بلکہ عصمت کی صفائی پر ہے۔

(۱۱۵) اللہ تعالےٰ کے خاص بندے خاص فرشتوں سے افضل ہیں اور عام بندے عام فرشتوں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔

(۱۱۶) اولیاء اللہ خدا کے ملک کے منتظم اور والی ہیں۔ خدائے تعالےٰ نے جہان کا انتظام ان سے متعلّق کیا ہے۔ آسمان سے بارش ان کے قدموں کی برکت سے ہوتی ہے۔ زمین کی پیداوار ان

Marfat.com

کے احوال کی صفائی سے ہوتی ہے۔

(۱۱۷) اللہ تعالےٰ کی معرفت دل کی زندگی ہے اور ماسوا اللہ سے روگردانی۔

(۱۱۸) ہر شخص کی قیمت معرفت الٰہی سے ہوتی ہے جس کو معرفت الٰہی حاصل نہ ہو اس کی کوئی قیمت نہیں۔

(۱۱۹) خدا کے راستہ پر چلنے والوں کا پہلا مقام توبہ ہے۔

(۱۲۰) اہل غفلت کے لئے بڑے سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اپنے عیبوں سے جاہل ہوں۔

(۱۲۱) انسان کی نجات دین کی تابعداری میں ہے اور اس کی ہلاکت دین کی مخالفت میں۔

(۱۲۲) تصوف کے طریقہ کی جڑ قوی اور شاخ پھل دار ہے۔

(۱۲۳) تصوف کے طریق کے سب بزرگ اہل علم ہوئے ہیں۔ انہوں نے مریدوں کو علم سکھایا اور علم پر ہمیشہ قائم رہنے کی ترغیب دی ہے۔ کھیل اور واہیات میں کبھی مصروف نہیں رہے اور بیہودہ راستے پر نہیں چلے۔

Marfat.com

(۱۲۴) عمل بغیر اپنے علم کے عمل نہیں ہوتا۔ اس لئے عمل اس وقت عمل ہوتا ہے جب کہ علم کے ساتھ شامل ہو۔

(۱۲۵) عارف عالم بھی ہوتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ عالم بھی عارف ہو

(۱۲۶) جو شخص علم سے دنیا میں عزت اور مرتبہ چاہتا ہے وہ عالم نہیں ہوتا کیونکہ یہ جہالت کے لوازمات سے ہے علم سے کوئی بلند درجہ نہیں۔

(۱۲۷) ہر کام کی ابتدا میں نیک نیت کرنا اس کا حق ادا کرنا ہوتا ہے۔

(۱۲۸) جس کام میں نفسانی غرض آجائے اس سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

(۱۲۹) نفس کو اس کی خواہشوں سے دور رکھنا جنت کے دروازہ کی چابی ہے۔

(۱۳۰) جب نفس فانی ہوجاتا ہے تو کھانا پینا عبادت ہوجاتا ہے۔

(۱۳۱) اگر نفس صحیح معنی کر فنا ہوجائے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ فرشتے فانی النفس ہوتے ہیں۔

(۱۳۲) جس قدر نفس زیادہ مقہور ہو اسی قدر عبادت کا کرنا زیادہ آسان

Marfat.com

ہوتا ہے۔

(۱۳۳) نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ طالبانِ حق اللہ تعالے کی راہ میں ابتدا سے لے کر انتہا تک اس کے ذریعہ سے راستہ پاتے ہیں اور اس میں ان کے مقامات کھلتے ہیں۔

(۱۳۴) روزہ باطنی عبادت ہے جس پر سوائے اللہ تعالے کے کوئی واقف نہیں ہوتا۔ جو ظاہر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ غیر کا اس میں حصہ نہیں اس وجہ سے اس کی جزا بہت بڑی ہے۔

(۱۳۵) زکوٰۃ ادا کرنے کی حقیقت شکر نعمت ہے جو اسی نعمت کی جنس ہو تندرستی خداوندکریم کی بڑی بھاری نعمت ہے اور ہر ایک عضو کی بندہ پر زکوٰۃ واجب ہے اور وہ یہ ہے کہ سب اعضاء کو عبادت الٰہی میں مشغول رکھیں۔ اور ان کو کھیل تماشہ کے کام میں نہ لگائیں تاکہ نعمت کی زکوٰۃ کا حق ادا ہو۔

(۱۳۶) بندہ پر صحت، عقل اور بلوغ اور اسلام اور استطاعت حاصل ہونے کی حالت میں تین فرضوں میں سے ایک فرض بیت اللہ شریف کا حج کرنا ہے۔ اگر عمارتِ کعبہ کی زیارت فرض ہے

Marfat.com

جس میں سال میں ایک مرتبہ اللہ تعالےٰ کی نظر ہوتی ہے تو
دل جس میں تین سو ساٹھ بار اللہ تعالےٰ نظر رحمت کرتا ہے اس
کعبہ سے کہیں بڑھ کر زیارت کے قابل ہے لیکن اہل تحقیق کے
لئے مکہ کے راستہ میں ہر قدم پر ایک شانِ قدرت ظاہر ہوتی
ہے جب حرم میں پہنچتے ہیں تو ہر ایک سے خلعت پاتے ہیں۔

(۱۳۷) درویش کی ہلاکت دل کی خرابی میں ہے۔

(۱۳۸) جس کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہو لوگوں سے میل جول اس کو نقصان
نہیں پہنچاتا۔ اور جس کو لوگوں سے محبت ہو خدا تعالےٰ کی دوستی کا
اس کے دل میں گذر نہیں ہوتا۔

(۱۳۹) جو شخص شریر لوگوں سے مجلس کرے وہ خود شریر ہوتا ہے کیونکہ
اگر وہ نیک ہوتا تو نیکوں کی صحبت میں بیٹھتا۔

(۱۴۰) جتنی محبت قوی ہے اسی قدر اطاعتِ حق ادا کرنے میں دشواری
نہیں ہوتی۔

(۱۴۱) محبت حال ہے۔ حال کبھی قال نہیں ہوتا یعنی اگر محبت زبردستی
پیدا کرنی چاہو تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہ عطائے الٰہی ہے۔

Marfat.com

(۱۴۲) جو دل خدائے تعالیٰ کی محبت سے غنی ہو دنیا کا نہ ہونا اس کو محتاج نہیں کرتا اور نہ اس کے ہونے سے خوش ہوتا ہے۔

(۱۴۳) جود (سخاوت) پہلی خاطر کی فرمانبرداری ہے جو پہلے دل میں آئے اس کے موافق کرنا اور جب دوسری خاطر پہلی پر غلبہ کرے تو وہ بخل کی علامت ہے۔

(۱۴۴) اگر اس کا کلام حق ہے تو بولنا اس کا خاموشی سے بہتر ہے اگر باطل ہو تو اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے۔

(۱۴۵) بوڑھوں کو چاہیئے کہ وہ جوانوں کا پاسِ خاطر کریں کیونکہ ان کے گناہ بہت کم ہیں۔ اور جوانوں کو چاہیئے کہ بوڑھوں کا احترام کریں کیوں کہ وہ ان سے زیادہ عابد و تجربہ کار ہیں۔

(۱۴۶) بتدیوں کو چاہیئے کہ راگ اور سماع سے پرہیز کریں کیونکہ یہ راستہ ان کے لئے سخت خطرناک ہے۔

(۱۴۷) مجردوں کو چاہیئے کہ وہ ناشائستہ امر سے اپنی آنکھوں کو بچائیں جو چیزیں دیکھنے کے لائق نہ ہوں ان کو نہ دیکھیں اور جو سوچنے کے لائق نہ ہوں ان کو نہ سوچیں۔

Marfat.com

(۱۴۸) امراء وسلاطین کی تباہی ظلم وستم سے ہوتی ہے اور علماء کی خرابی طمع اور لالچ سے اور فقرا کی بربادی جاہ طلبی سے ہوتی ہے۔ جب تک بادشاہ علماء سے روگردانی نہیں کرتے تباہ نہیں ہوتے۔ جب تک فقرا جاہ طلبی نہیں کرتے برباد نہیں ہوتے اور جب تک علماء بادشاہوں کی صحبت اختیار نہیں کرتے خراب نہیں ہوتے۔ بادشاہوں کا ظلم بے علمی کی وجہ سے ہوتا ہے اور فقراء میں ریاء اللہ پر توکل نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بے علم بادشاہ اور بے عمل عالم اور بے تکلف فقیر شیطان کا ہمنشیں ہوتا ہے اور ساری خلقت کا بگڑ جانا ان تینوں گروہوں کے بگڑنے کے ساتھ وابستہ ہے۔

(۱۴۹) شریعت بندہ کا فعل ہے اور حقیقت خدا تعالیٰ کی نگہبانی اور اس کی حفاظت اور عصمت ہے۔ پس شریعت کا قائم کرنا حقیقت کے وجود کے بغیر محال ہے اور حقیقت کا قائم کرنا بغیر حفاظت شریعت کے محال ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص جان کے ساتھ زندہ ہو اور جب جان اس سے جدا ہو جائے تو وہ شخص

ہو جاتا ہے اور جسم و جان کی قیمت ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کی وجہ سے ہے۔ ایسے ہی شریعت بغیر حقیقت کے ریا اور حقیقت بغیر شریعت کے منافقت ہے۔

(۱۵۰) علم اسی قدر سیکھنا فرض ہے جس سے عمل درست ہو۔ بے فائدہ علم سیکھنے کی حق تعالے نے مذمت فرمائی ہے۔

(۱۵۱) ایثار یہ ہے کہ تو اپنے ساتھی کا حق نگاہ میں رکھے اور اپنا حصہ اسی کو دے دے اور ساتھی کے آرام کے لئے خود تکلیف اٹھائے

(۱۵۲) حج دو طرح پر ہوتا ہے ایک غیبت میں اور ایک حضوری میں۔ جو مکہ میں ہوتا ہے وہ غیبت کا حج ہے اور جو مشاہدہ میں ہوتا ہے وہ حضور میں ہوتا ہے۔ حج کا مقصد گھر کا دیدار نہیں ہوتا بلکہ مشاہدۂ حق ہوتا ہے

(۱۵۳) جس طرح بدن کی پاکیزگی کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی اسی طرح دل کی پاکیزگی کے بغیر معرفت درست نہیں ہوتی۔

(۱۵۴) جب وضو کے لئے ہاتھ دھوؤ تو دل کو دنیا کی دوستی سے دھو ڈالو۔

Marfat.com

(۱۵۵) الہام سے معرفت ممکن نہیں اس میں بندہ کا یقین کبھی زیادہ ہوتا ہے کبھی کم لیکن اصل معرفت میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اس لئے معرفت کی کمی بیشی بھی نقصان کا باعث ہوتی ہے۔

(۱۵۶) خدا کی شناخت پر کسی کی تقلید نہ کرنی چاہیئے بلکہ اسے اس کی کمال کی صفتوں سے پہچاننا چاہیئے۔

(۱۵۷) نفس کی مثال شیطان کی سی ہے اور روح کی مثال فرشتہ کی سی۔

(۱۵۸) علم معرفت کا طلب کرنا سب طالب علموں پر فرض ہے۔

(۱۵۹) محبت خداوندی کے غلبہ کو سکر کہتے ہیں اور مراد کے حصول کو صحو کہتے ہیں۔

(۱۶۰) صوفی اسے کہتے ہیں جو اپنے معاملہ اور اخلاق کو مہذب بنائے اور طبیعت کی آفتوں سے کنارہ کرے۔

(۱۶۱) فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ اس کی کسی چیز میں خلل نہ پڑے نہ دنیاوی مال و اسباب کے ملنے سے مالدار بنے اور نہ اس کے نہ ہونے سے محتاج بنے بلکہ نہ ہونے سے اور بھی خوش ہو کیونکہ فقیر جتنا تنگ ہوگا اتنا ہی اس پر حال زیادہ کشادہ ہوگا۔ اور اسرار

Marfat.com

منکشف ہوں گے. جتنا وہ دنیا کے مال و متاع سے بے نیاز ہوگا اسی قدر اس کی زندگی الطاف مخفی اور اسرار روشن سے وابستہ ہوگی جو کچھ فقیر پر گزرے اُسے کسی پر ظاہر نہ کرے اور جس بات کا اس پر ظہور ہو جائے اسے پوشیدہ نہ رکھے۔ اسرار کے غالب ہو جانے سے وہ اتنا مغلوب نہ ہو جائے کہ احکام شریعت بجا نہ لا سکے۔

(۱۶۲) فقر کا کمال فقر یہ ہے کہ اس کے فقر کے ترازو کے پلڑے میں دونوں جہان بھی رکھ دیئے جائیں تو ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوں۔ اور اس کی ایک سانس دونوں عالم میں نہ سمائے۔

(۱۶۳) اگر بندہ غنا سے سرفراز کیا جاتا ہے تو یہ اس کے لئے ایک نعمت ہے مگر نعمت میں غفلت اس طرح ہے جس طرح فقیر میں حرص۔

(۱۶۴) فقر غنا سے بہتر ہے مگر جب طالب خدا کے سوا دنیا کی ہر شئے سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو پھر فقر اور غنا دونوں کی اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

(۱۶۵) انسان کے لئے سب چیزوں سے مشکل خدا کی پہچان ہے۔

Marfat.com

(۱۶۶) بندہ کی رضا یہ ہے کہ خدا کے فرمان پر قائم رہے اور اس کے حکموں سے سرتابی نہ کرے۔

(۱۶۷) تصوف ایک حقیقت ہے بے نام اور آج ایک نام ہے بے حقیقت

(۱۶۸) دنیا کے ساتھی (آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں) جو بظاہر دوست نظر آتے ہیں دراصل تمہارے دشمن ہیں۔

(۱۶۹) صوفی وہ ہے جس کی گفتار اور کردار ایک سے ہوں۔

(۱۷۰) نفس کی مخالفت سب عبادتوں کی اصل اور تمام مجاہدوں کا کمال ہے۔

(۱۷۱) یہ ضروری نہیں کہ جو زیادہ عابد و مجاہد ہو وہ زیادہ امن اور اطمینان میں ہو بلکہ جس پر خدا کی زیادہ عنایت ہوتی ہے۔ وہی قرب الٰہی کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

(۱۷۲) تصوف اور معرفت کے طریقہ کی بنیاد ولایت اور اس کے اثبات پر ہے۔

(۱۷۳) جو لوگ کسی ولی میں معرفت کے نہ ہونے کے قائل ہیں ان کا قول معتبر نہیں۔

Marfat.com

(۱۷۴) کرامت ایک ولی کے صدق کی علامت ہے۔

(۱۷۵) ولی مخصوص ہے کرامتوں سے اور نبی معجزوں سے۔

(۱۷۶) روح ایک لطیف شے ہے جو خدائے بزرگ و برتر کے حکم سے آمدورفت رکھتی ہے۔

(۱۷۷) جب کوئی شخص قدیم کو محدث سے ممتاز نہیں کر سکتا تو جو کچھ بھی وہ کہتا ہے اپنی گفتار میں جاہل ہوتا ہے۔

(۱۷۸) جس کو خدا گمراہ کر دے اس کو کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا اور جس کو خدا راہ راستہ دکھادے اس کو کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا۔

(۱۷۹) علم سے غفلت و بے پرواہی اختیار کرنا محض کفر ہے۔

(۱۸۰) مشاہدہ مردوں کا میدان ہے اور مجاہدہ لڑکوں کا کھیل۔

(۱۸۱) غذا کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ طبیعتوں کا برقرار رکھنا کھانے پینے کے بغیر ممکن نہیں لیکن شرط مروت یہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔

(۱۸۲) فقیر کو چاہیئے کہ بادشاہوں کی ملاقات کو سانپ اور اژدھوں کی ملاقات کے برابر سمجھے خصوصاً جب وہ ملاقات اپنے نفس

کے لئے ہو۔

(۱۸۳) ایک فقیر کے لئے مشاہدۂ کائنات اور معرفت حق کی تحصیل کا سیرِ دنیا سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں خود اللہ تعالےٰ نے حکماً فرمایا ہے سِیرُوا فی الارض الخ

(۱۸۴) پروانہ ہمیشہ شمع پر ہی جاتا ہے پس اگر پروانے کی طرح مومن بھی شمع حق کا پرستار رہے تو مرتبۂ صدق و رضا پا سکتا ہے۔

(۱۸۵) تیری خوشی اور غم دونوں رضائے الٰہی کے لئے ہونے چاہئیں۔

(۱۸۶) تحفہ و ہدیہ کے طور پر جو چیز بے طلب حاضر کی جائے اسے رد نہ کر۔

(۱۸۷) اگر کسی مزار پر گزر ہو تو کچھ پڑھ کر اسے بخش تاکہ صاحبِ مزار کو خوشی حاصل ہو اور وہ تیرے حق میں دعا کرے۔

(۱۸۸) ماں باپ کو اپنا قبلہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ تفاسیر قرآن میں بھی آیا ہے۔

(۱۸۹) اگر تم ہفت ہزاری بھی ہو جاؤ تو کیا بنے گا آخر کو مٹھی بھر خاک ہی رہو گے۔

(۱۹۰) سچ جانو کہ تم ایک قطرۂ ناپاک ہو پھر اس تکبر و نخوت سے کیا حاصل۔

(۱۹۱) اپنے استاد کے حقوق کبھی ضائع نہ کرو۔

Marfat.com

(۱۹۲) اے دانا! ہما ہمی کے خیال کو دل سے نکال اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جا۔

(۱۹۳) صلہ رحمی اختیار کر۔

(۱۹۴) غربا، مساکین اور یتامی وغیرہ کی فراخ دلی سے امداد کر کیونکہ یہی بہترین توشۂ عقبیٰ ہے۔

(۱۹۵) دنیا کے ساتھی یعنی حواس خمسہ جو بظاہر تیرے دوست معلوم ہوتے ہیں اگر احتیاط سے نہ برتے جائیں تو دشمن ثابت ہوتے ہیں۔

(۱۹۶) حرام کے لقمہ سے پرہیز کر۔

(۱۹۷) جہاں تیری عزت اور احترام کے خلاف کوئی بات ہو وہاں ہرگز نہ جا۔

(۱۹۸) دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔

(۱) گناہوں کو توبہ

(۲) رزق کو جھوٹ

(۳) نیک اعمال کو غیبت

(۴) عمر کو غم

(۵) بلاؤں کو صدقہ

Marfat.com

(۶) عقل کو غصّہ

(۷) سخاوت کو پشیمانی یعنی دے کر بعد میں پچھتانا۔

(۸) علم کو تکبر

(۹) بدی کو نیکی

(۱۰) ظلم کو عدل و انصاف

(۱۹۹) الٰہی علیؓ کو پہلے شکر و حمد کی توفیق عطا فرما اور پھر فقر و رضا کی دولت مرحمت فرما۔ پہلے اس کو کدورت سے پاک کر اور پھر اپنے اسرار روحانی و باطنی اس پر واضح کر دے۔

(۲۰۰) مرید کو بعیت کرتے وقت اپنے زہد و ریاضت کی قوت کا صحیح اندازہ کر لینا چاہیئے۔

(۲۰۱) بندی کو چاہیئے کہ وہ راگ اور سماع سے پرہیز کرے، چونکہ یہ راستہ بہت مشکل ہے۔

(۲۰۲) ایسا بادشاہ جو دین پناہ ہو، ظلم و ستم کی بیخ کنی کرنے والا ہو، اور رعایا کے نفع و نقصان کی پاسداری رکھے (اس کے حقوق کا محافظ ہو) اس کی تعریف و توصیف اور امداد و اعانت تفقیر کیلئے ضروری ہے

Marfat.com

(۲۰۳) بھید کو نہ کھول۔ اور نماز کو نہ بھول۔

(۲۰۴) دین و شریعت کے پابند لوگوں کو خواہ وہ نادار و غریب ہی کیوں نہ ہوں چشم حقارت سے نہ دیکھ کیونکہ اس سے خدا کی حقارت لازم آتی ہے۔

(۲۰۵) اولیاء خدا کے رحم و غضب کے اظہار کا ذریعہ اور احادیث نبوی کی تجدید کا باعث ہیں۔ ان سے پوری طرح فیضیاب ہو۔

(۲۰۶) وجد کی کیفیت عبارت کے تحت نہیں آ سکتی کیونکہ وہ معائنہ میں درد ہے اور درد کو قلم سے بیان نہیں کر سکتے۔ پس وجد طالب و مطلوب میں ایک بھید ہے۔

(۲۰۷) وجد خدا کے مشاہدوں کے انعام کو دل پر پیش کرنا ہے۔

(۲۰۸) شعر کا سننا جائز ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر سنا ہے اور صحابہ کرام نے شعر کہا ہے اور سنا ہے۔

(۲۰۹) مرید کے لئے پیر کی صحبت سب چیزوں سے بہتر اور ضروری ہے صحبت کی رعایت فرض ہے کیونکہ تنہا رہنا مرید کو ہلاک کر دیتا ہے۔

(۲۱۰) مرد خدا وہ نہیں جو خاک کو سونا کر دے کیونکہ ایسا تو کیمیا گر بھی کر سکتا ہے

Marfat.com

اگر مقدمہ فتح کرا دے تو ایسا وکیل اور بیرسٹر بھی کر سکتا ہے۔ اگر اس سے بیمار کو شفا ہو جائے تو یہ ایک طبیب اور ڈاکٹر بھی کر سکتا ہے مردِ خدا وہ ہے جو بغیر محنت اور مجاہدہ کے ایک نظر سے خدا سے ملا دے۔

(۲۱۱) جس نے دنیا کو ترک کیا وہ مالک ہوا اور جس نے محبت کی وہ ہلاک ہوا۔

(۲۱۲) امیروں کی صحبت فقیر کے لئے زہر قاتل ہے۔

(۲۱۳) جو شخص لقمۂ حرام اور دنیا داروں کی صحبت سے پرہیز نہ کرے اس کو فقیری کا جبہ پہننے کی اجازت نہیں۔

(۲۱۴) امیر لوگوں کی دعوت کھانے سے نسبت باطن خراب ہو جاتی ہے۔

(۲۱۵) صوفی وہ ہے جو دنیا و آخرت کو پس پشت ڈال دے اور مولیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

(۲۱۶) خدا کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی اسے یاد کرتا ہے اس کو تمام عالم کا ملامت کیا ہوا بنا دیتا ہے۔

(۲۱۷) جو محبوب الٰہی ہے اسے مخلوق پسند نہیں کرتی اور جو خود دلپسند ہے

Marfat.com

اسے خدا قبول نہیں کرتا۔

(۲۱۸) مخلوق کی ملامت محبوبانِ الٰہی کی غذا ہے اس میں آثار قبولیت پائے جاتے ہیں۔

(۲۱۹) جیسے مخلوق خلق کے قبول کرنے سے خوش ہو جاتی ہے اسی طرح محبوبِ خدا قبولِ خدا سے خوش ہو جاتا ہے۔

(۲۲۰) جو شخص خدا کے احکام مخلوق کو پہنچانے کا کام اپنے ذمہ لے اسے سنت کی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔

(۲۲۱) مقام مجاہدہ کے مقابلہ میں مقام مشاہدہ ایسا ہے جیسے دریا میں قطرہ۔

(۲۲۲) نفس کی خواہش اور دنیا طالب کے لئے حجاب ہے خدا کے دوست اس سے احتراز کرتے ہیں۔ فقیر کی شان یہ ہے کہ امیری کو پست خیال کرے نہ کہ امیری کی تلاش میں وقت ضائع کرے۔

(۲۲۳) اہل باطن ظاہر میں مخلوق سے اور حقیقت میں خدا کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

(۲۲۴) تین قسم کے علماء سے دور رہو۔

(۱) غافل علماء سے جنہوں نے دنیا کو اپنے دل کا قبلہ، شریعت کو

Marfat.com

اپنے گھر کی لونڈی اور ظالم امراء کی بارگاہ کو محض جاہ و ثروت کی خاطر اپنی سجدہ گاہ بنالیا ہے۔

(۲) ریاکار فقراء سے جو فقط اغراض نفسانی کے لئے لوگوں سے جاہ و عزت کی طمع رکھتے ہیں۔ اور بے بنیاد باتوں کی تعلیم دیتے ہیں،

(۳) جاہل متصوف سے جس نے نہ تو کسی مرشد کی صحبت میں تربیت پائی اور نہ کسی استاد سے ادب سیکھا۔ یونہی نیلگوں لباس پہن کر اپنے اپنے آپ کو صوفی مشہور کر دیا۔

(۲۲۵) ارشاد باری تعالےٰ ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور نیز فرمایا ہے

ولا تقولوا لمن يقتل فی سبيل الله اموات بل احياءٌ (جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں) پس فرمایا حضرت شیخ ہجویری رح نے کہ صوفیاء کرام اور اولیائے عظام وہ لوگ ہیں جو اللہ کے حکم اور اس کے دوستوں

کی متابعت میں اپنی جان کو صرف کرنے اور اپنا حصّہ چھوڑ دینے۔
کی وجہ سے قرب حق میں دائمی زندگانی حاصل کرتے ہیں جیسا کہ
روایت ہے کہ ایک شخص حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا
کہ مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا یا بُنَیَّ لَیسَ
الامرُ غَیرَ بَذلِ الرُّوحِ اِن قَدَرتَ عَلیٰ ذالِکَ وَ اِلَّا فَلَا
تَشتَغِلُ بِتُرّھَاتِ الصُّوفِیۃِ۔ اے بیٹا! تصوف درحقیقت
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں اگر تو کر سکے تو فبہا ورنہ صوفیوں
کی فضول باتوں میں مشغول نہ ہو کیونکہ جو کچھ اس کے سوا ہے وہ سب
فضول باتیں ہیں۔

اپنے مریدوں کو نصائح | حضرت علی ہجویریؒ نے اپنے مریدوں
کو بہت سی نصیحتیں بھی فرمائی ہیں اور ان ارشادات میں ان کی اصلاح و
فلاح کا بہت بڑا سرمایہ مہیا کیا ہے۔ آپ کو مریدوں سے اس قدر عشق
تھا کہ انہیں اپنے دل کی حیات قرار دیا ہے، اصلاح باطن اور تزکیہ نفس
کے لئے جو لاجواب نصائح آپ نے تحریر فرماتے ہیں۔ وہ نہ صرف آپ
کے مریدوں بلکہ ہر طالب حق کے لئے حرز جاں ہونے چاہئیں فرماتے ہیں

۱۔ اے میرے مریدو! توحید مسلمان کا سب سے قیمتی ورثہ ہے اور ایمان وعمل کی بنیاد ہے۔ لہٰذا شرک کی ہر ممکن صورت سے اجتناب کر کیونکہ شرک انسان کے اعمالِ حسنہ کو بالکل برباد کر دیتا ہے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ اور اسوۂ حسنہ کی مکمل پیروی کر اور اپنی زندگی میں کوئی ایسا اقدام نہ کر جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو ہر وہ عمل یا رسم و رواج جو سنت کے خلاف ہو بدعت ہے اور ہر بدعت درگاہ خداوندی میں مردود و مقہور قرار پائے گی۔

۳۔ دنیا کے معاملات میں بقدر ضرورت دلچسپی لے اور فرائض حیات کی بجا آوری کر۔ لیکن دنیا کی پرستش میں ہمہ وقت مستغرق ہو کر خدا کی یاد سے غافل نہ ہو جا کہ یہ بھی شرک کی ایک صورت ہے۔

۴۔ کسی کا دل تجھ سے رنجیدہ نہ ہو۔ اس بادشاہ وقت کی تعریف و توصیف اور امداد و اعانت کر جو اپنے ملک سے ظلم و ستم کی بیخ کنی کرنے والا، عدل و انصاف کو محکم کرنے والا اور

Marfat.com

رعایا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اور آرام پہنچانے والا ہو لیکن کسی بھی بادشاہ یا حاکم کی مدح و توصیف کسی دنیوی غرض کے لئے نہ ہو۔

(۵) اپنے پیر و مرشد کو اپنا قبلہ جان اور جان و دل سے اس کی خدمت کرتا رہ اور مرشد کے نصائح پر عشق و محبت سے عمل پیرا ہو۔

(۶) تو میرے دل کا ٹکڑا ہے کیونکہ تو نیک بخت اور سعادت مند ہے۔ اپنے وقت کو ہمیشہ اپنے خالق و مالک کی یاد میں بسر کر، سختی اور محنت سے نہ گھبرا کہ یہی جوانمردی کی نشانی ہے۔

(۷) ذکر و عبادت کے ساتھ ساتھ درود شریف کو اپنا مستقل وظیفہ بنا۔ درود شریف کے بعد جو دعا مانگی جائے وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ یتیموں کے سر پر محبت اور شفقت کا ہاتھ رکھ کہ اس کا بڑا اجر ہے۔ فرض کی رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئیں۔

(۸) میں نے بہت دنیا دیکھی ہے اور اس کے

Marfat.com

تقاضوں کو خوب سمجھا ہے۔ خدا سے نیک اور سعادت مند اولاد طلب کر کہ یہ بھی دنیا کا ایک اہم تقاضا ہے اور پھر اس اولاد کو سب سے پہلے شریعت حقہ اسلامیہ کی صحیح تعلیم دے۔ اور کلام اللہ کے معانی سمجھا کیونکہ اس عمل کے بغیر اولاد میں صحیح صفات انسانی کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔

(۹) علم کو مکمل طور پر پڑھ۔ اس پر عمل پیرا ہو اور اپنے علم سے خلقِ خدا کو بھی زیادہ سے زیادہ مستفید کر کہ یہی علم کا اصل مقصد و منشاء ہے۔

(۱۰) اپنے ماں باپ کا ہمیشہ ادب و احترام کر اور پوری تن دہی سے ان کے حقوق بجا لا۔ کیونکہ اس عمل سے خدا تجھے صدر جنت میں جگہ دے گا۔

(۱۱) ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تو تسلیم و رضا کو اپنا پیشہ بنائے۔ اللہ تعالےٰ جو کچھ بھی عطا فرمائے اس پر راضی رہے۔ شکوہ اور شکایت سے کفرانِ نعمت نہ کر۔ اگر خدا تجھ کو رہنے کو جنگل دے تو وہیں رہ۔ اگر پردیس کی کیفیت ہو تو وہیں بسر کر۔ اگر وہ گدڑی

Marfat.com

دے تو ہین لے اور اگر قاقم واطلس وسنجاب دے تو اس سے
بھی انکار نہ کرغرض اللہ تعالے جو کچھ بھی عطا فرمائے اور جیسے بھی
حالات میں رکھے اسے بخوشی قبول کرا ور رد وانکار سے اس کے
احکام کی توہین نہ کرے۔

(۱۲) یادرکھ کہ اللہ تعالے کی عطا وبخشش اور وسعتِ
دست کرم اسی وقت ممکن ہے جب کہ اس کی عطا کردہ چیزوں کا
زیادہ سے زیادہ احترام کرے اور اس کا زیادہ سے زیادہ شکر بجا
لائے۔ خدا کی نعمتیں ناشکری سے کم ہوتی ہیں اور شکر گزاری اور
حمد و درود سے ان میں بے انداز اضافہ ہوتا ہے اور یہ تو اس
کا اپنے بندوں سے وعدہ ہے وَاِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ
یعنی اگر تم میرا شکر بجالاتے رہو گے تو میں اپنی نعمتوں میں تمہارے
لئے اضافہ کرتا چلا جاؤں گا۔

Marfat.com

باب ہفتم

آداب

۱- آداب کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی

۲- " " " حضرت شیخ ہجویریؒ کے اقوال

۳- آداب کی تین قسمیں اور ان کی تعریف

۴- مختلف آداب کا بیان

(۱) آدابِ صحبت

(۲) آدابِ صحبت اہل تصوف

(۳) کھانے کے آداب

(۴) چلنے پھرنے کے آداب

(۵) گفتگو کے آداب

(۶) سوال کے آداب

(۸) نکاح کے آداب

Marfat.com

Marfat.com

آداب | جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"حسن الادب من الایمان یعنی ایمان کی پہچان یہ ہے کہ مومن کے آداب اچھے اور عمدہ ہوں نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔" اَدَّبَنِی رَبِّی فَاَحْسَنَ تَادِیبِی" یعنی باری تعالےٰ نے ادب کی تعلیم دی اور مجھ کو نہایت بہترین اور عمدہ ادب سکھایا۔ حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث پاک کو بیان کر کے فرمایا کہ دین و دنیا کے کاموں کی خوبی اور خوب صورتی کا دارومدار خوش خلقی اور با ادب ہونے پر منحصر ہے اور تمام مخلوقات کے جملہ کاموں کی تکمیل کے لئے ادب نہایت ضروری اور لازمی چیز ہے۔ اور دنیا میں

Marfat.com

جس قدر مذاہب اور ادیان ہیں خواہ وہ کافر ہیں یا مسلمان، ملحد ہیں یا موحد سنی ہیں یا بدعتی سب ہی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ انسان کی زندگی میں ادب نہایت ضروری اور اہم چیز ہے اور سب ہی اس کی افادیت کے قائل ہیں اور سب کو اس معاملہ میں اتفاق ہے۔ کسی کے اندر اختلاف نہیں ہے۔ دنیا میں جتنی بھی رسمیں اور طریقے پائے جاتے ہیں۔ ان سب میں آداب کو ملحوظ رکھا گیا۔ اور آداب کی حفاظت اور پابندی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے باہم لوگوں میں اخوت، ہمدردی، محبت اور انسیت بڑھتی ہے اور اس سے عزت واحترام اور فتح وکامیابی حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ادب اختیار کرنا گویا سنت نبوی صلی اللہ علیہ کا اتباع کرنا ہے اور جو لوگ آداب کے پابند نہیں اور اپنے کاموں میں ادب کا لحاظ نہیں رکھتے وہ بالفاظ دیگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع نہیں کرتے۔

فرمایا تصوف کے تمام طرق وسلاسل کی بنیاد آداب کے اصولوں پر عمل کرنے اور تقوے اور پرہیزگاری پر مبنی ہے اور جو لوگ اصول آداب

Marfat.com

کی پرواہ نہیں کرتے اور احکام الٰہی کی پابندی نہیں کرتے ان کا طریقت اور تصوف سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ایسے لوگوں کو صوفیا کے حلقہ میں عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے چنانچہ حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آداب کا لحاظ اور پابندی نہیں کرتا وہ درجہ ولایت حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے اور اتباع سنت کی پابندی سے انسان ولایت کے درجہ کو پہنچتا ہے اور جو شخص ادب اختیار نہیں کرتا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے انحراف برتتا ہے۔

حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے آداب کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی قسم اللہ تعالےٰ کے ساتھ آدابِ توحید کی پابندی کرنا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں خلوت وجلوت میں انسان ان کاموں سے باز رہے جو شرعاً حرام ہیں اور جس طرح انسان بادشاہوں کے دربار میں آداب کی پابندی اور لحاظ وخیال کرتا ہے اسی طرح ہر جگہ اور ہر حالت میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ ان کے آداب کا لحاظ وخیال رکھے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں ہے

Marfat.com

کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں مبارک پھیلائے ہوئے بیٹھے تھے تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا محمد اجلس جلستہ الادب یعنی اللہ تعالےٰ کے سامنے اس طرح بیٹھئے جس طرح بندوں کو اس کے دربار میں بیٹھنا چاہیئے۔

اور فرمایا روایت ہے کہ حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس تک اس طرح اپنی زندگی گزاری کہ چوبیس گھنٹہ میں کسی وقت بھی دیوار سے پیٹھ لگا کر نہیں بیٹھتے تھے اور آپ ہمیشہ دو زانو بیٹھا کرتے تھے چنانچہ جب آپ سے اس بات کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو باری تعالےٰ کے مشاہدہ کی بارگاہ میں مؤدب ہو کر نہ بیٹھنے اور متکبرانہ طریقہ پر بیٹھنے میں شرم معلوم ہوتی ہے۔

حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ملک خراسان میں کمند نامی ایک بزرگ کو دیکھا جو بیس برس سے پاؤں کے بل کھڑے رہتے تھے اور نماز میں التحیات پڑھنے کے وقت کے علاوہ کسی وقت

نہیں بیٹھتے تھے جب میں نے اس مردِ کامل سے ہمیشہ کھڑے رہنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ابھی اس درجہ اور مقام پر نہیں پہنچا ہوں کہ میں اللہ تعالےٰ کے مشاہدہ میں بیٹھ سکوں۔

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کو تصوف و معرفت میں یہ بلند مقام کس طرح حاصل ہُوا تو آپ نے جواب دیا کہ خداوند تعالےٰ کی صحبت و مجالست کے آداب کو بحسن و خوبی بجا لانے سے یہ مراتب حاصل ہوئے ہیں۔ نیز فرمایا کہ جل جلالہ کے مشاہدہ میں پاسِ آداب کا سبق زلیخا کے واقعہ سے سیکھنا چاہیئے کہ جب اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل کے لئے درخواست کی تو اس نے پہلے اپنے بت کے منہ کو کپڑے سے چھپا دیا تھا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے معبود کے منہ پر کپڑا اس لئے ڈالا ہے تاکہ وہ ایسے خلافِ شرم و حیا کام کے وقت مجھ کو نہ دیکھ سکے اور میں اس سے پوشیدہ طور پر یہ کام کر سکوں۔ اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ جب ایک کافر پتھر کے بت کے آداب کا

Marfat.com

اتنا لحاظ اور خیال کرتا ہے تو مسلمان کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر باطن سب کچھ دیکھتا ہے کسی جگہ اور کسی مقام پر بھی انسان خداوند تعالےٰ سے چھپ کر اور اس کے علم کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایک مومن کو اپنے معبود حقیقی کے واسطے جو آداب ہیں ان پر پوری پوری پابندی سے عمل کرنا چاہیئے اور احکام الٰہی کے خلاف کوئی اقدام کرتے وقت اس ذات وحدہ لاشریک سے جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ضرور شرم کرنی چاہیئے

فرمایا شب معراج کا واقعہ بھی اپنے اندر بڑی بصیرت رکھتا ہے۔ اور اس سارے واقعہ کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع سے آخر تک آداب خداوندی اور آئین احدی کا کس قدر احترام کیا ہے اور اس واقعہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کو حضور پاک کی اس سنت کا ضرور اتباع کرنا چاہیئے۔

فرمایا حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ آداب کی دوسری قسم حقوق العباد کے آداب ہیں اور ان آداب کی بجا آوری کی صورت

Marfat.com

یہ ہے کہ مخلوقِ خدا کی کسی طرح پر بے ادبی نہ کرے اور اس کی عملی شکل یہ ہے کہ جو قول یا فعل اللہ تعالےٰ کے احکام کے خلاف ہو نہ اس کا زبان سے اظہار کرے اور نہ کسی کو سنائے۔ دوسرے یہ کہ زیادہ نہ کھائے تاکہ بیت الخلاء میں جانے کی کم ضرورت ہو اور سکون اور اطمینان قلب کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا ذکر اور اس کو یاد کر سکے تیسرے یہ کہ اپنی جن چیزوں کے غیر کو دیکھنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے ان کو خود بھی نہ دیکھے چنانچہ روایت ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تمام عمر اپنی شرمگاہ کو نہیں دیکھا اور فرماتے تھے کہ جس کو دیکھنا غیروں کے لئے ممنوع و نامشروع ہے مجھے اس چیز کو دیکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔

فرمایا آداب کی تیسری قسم یہ ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ برتاؤ کیا جائے ان سے اچھی طرح خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔ معاملات کے اندر لوگوں کے ساتھ ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص اپنی امانت کسی کے پاس رکھے تو اس میں خیانت نہ کرے۔ اگر کسی کے ساتھ وعدہ کرے تو بدعہدی

Marfat.com

اور وعدہ خلافی نہ کرے۔ جب لوگوں سے بات کرے تو ترش کلامی اختیار نہ کرے بلکہ شیریں کلامی اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرے تاکہ لوگوں میں باہم موانست اور محبت بڑھے اور معاملات میں درستگی اور استواری ہو۔

اب کچھ آداب کے اصول ترتیب وار مختصراً بیان کئے جاتے ہیں

آداب صحبت | آدابِ صحبت کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے ملاقات کے وقت یا مجلس میں بیٹھ کر نازیبا اور نامناسب گفتگو اور ناپسندیدہ حرکات سے پرہیز اور احتیاط کرے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہو تو یہ خیال کرے کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو اور میرے افعال و حرکات کو دیکھ رہے ہیں۔ اور جس طرح پر ہیبت اور بارعب بادشاہوں کے درباروں میں انسان دربار کے آداب کا احترام کرتا ہے اسی طرح بارگاہ حق میں مودب رہے۔

آداب صحبت اہل تصوف | فرمایا مرید کو شیخ کی صحبت کے حقوق و آداب کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے اور اگرچہ مرید کے لئے آداب صحبت کی پابندی اور ان کو کماحقہ ادا کرنا بڑا مشکل ہے۔ لیکن اس کے

Marfat.com

بغیر مرید اپنے مقامات و منازل میں ترقی نہیں کر سکتا۔ نیز فرمایا کہ ہر شخص کے ساتھ ملنے اور کلام کرنے میں اس کے مراتب اور مقام کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے۔ بڑوں کا احترام کرنا چاہیئے۔ جو لوگ برابر کی عمر والے ہیں ان کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ اور چھوٹوں کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

کھانے کے آداب اگرچہ کھانا انسان کی زندگی کے لئے ایک جزوی چیز ہے اور اس کے بغیر زندگی دشوار ہے لیکن کھانے پینے میں اعتدال سے کام لینا چاہیئے۔ اور کھانے کو زندگی کا اصل مقصود سمجھ کر جانوروں کی طرح ہر وقت اسی کام میں مشغول نہ ہو جائے اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھے کہ غریبوں اور محتاجوں کو بھی کھانے کے وقت یاد کرے تنہا نہ کھائے۔ کھانا ہمیشہ ہاتھ دھو کر کھانا چاہیئے۔ اور کھانا کھانے کے بعد اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا اور اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیئے چونکہ یہ مسنون طریقہ ہے۔

چلنے پھرنے کے آداب۔ انسان کو ہمیشہ آہستہ اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلنا چاہیئے۔ اور چلنے کی حالت میں ادھر ادھر دیکھنا

خلاف تہذیب ہے اور جب راستہ میں کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرنا چاہیئے۔

سونے کے آداب انسان کے واسطے سونا اس کی صحت کے لئے لازمی ہے لیکن اعتدال کے ساتھ سونا چاہیئے کیونکہ زیادہ سونے سے انسان کا دل خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اور خدا کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل ہونا حجاب ہے اور آخر شب میں بیدار ہو کر ذکرِ الٰہی میں مشغول ہونا چاہیئے کیونکہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی سنت ہے۔

گفتگو کے آداب اگرچہ قوت نطق و گویائی اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے لیکن اس سے آفتیں اور فتنے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اپنی امت کی زبان کی طرف سے بڑا خدشہ اور اندیشہ ہے لہٰذا ہر مومن اور بالخصوص مرید کے لئے لازم ہے کہ جب بات منہ سے نکالے تو اس کے ہر پہلو پر اچھی طرح سے غور کر لے اور یہ سوچ لے کہ جو بات وہ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے یا جھوٹ اور سچ نہ ہو تو خاموش رہے۔ انتہائی ضرورت کے وقت اور بہت کم بولنا چاہیئے اور جب

Marfat.com

کوئی بات کہے تو وہ بات وعظ و نصیحت اور حکمت و معانی سے پر ہونی چاہیئے۔

سوال کے آداب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے سچے اور نیک بندوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ سوال کرتے وقت لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے اور جب اللہ کے بندوں سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ سائل کے سوال کو رد نہیں کرتے لیکن جس حد تک ممکن ہو سکے مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور سوال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ کے علاوہ دوسروں سے مانگنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اعانت اور اس کی ذات پر مکمل بھروسہ نہیں ہے اور یہ کھلا ہوا شرک ہے البتہ اگر کوئی شدید ضرورت پیش آجائے تو اپنی غربت اور مفلوک الحالی کا نیک سیرت خیرات کرنے والوں اور مخیر حضرات کے سامنے بیان کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ چونکہ اگر سوال کرنا ممنوع اور ناجائز ہوتا تو پھر لوگ زکوٰۃ و صدقات کس کو دیتے۔

نکاح کے آداب ایک خوش خو اور حسین و جمیل عورت کی صحبت انسان

Marfat.com

کے دین و دنیا دونوں کو مہذب بنا دیتی ہے اور اس عورت کی خدمت و فرمانبرداری اور پر خلوص محبت و رفاقت کو انسان کے معراج کمال تک پہنچانے میں بڑا دخل ہے تنہائی وحشت اور صحبت سعادت و نیک بختی کا سرچشمہ ہے جس شخص کو اللہ تعالےٰ اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ نکاح کے بعد بیوی کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ کے حقوق بجا لا سکے تو ایسے شخص کے لئے نکاح کرنا ضروری ہے اور سنت کی پیروی بھی ہے لیکن جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ شادی کے بعد نفسانی خواہشات اس کے اوپر غالب آجائیں گی اور اللہ کی محبت اور یاد کی طرف اس کا دل غیر اللہ کی طرف مائل ہو جائے گا تو ایسے آدمی کے لئے مجردانہ زندگی گذارنا افضل اور بہتر ہے۔

Marfat.com

باب ہشتم

اتباعِ شریعت کی تاکید

۱۔ ارکانِ دین کی پابندی کے متعلّق آپ کی رائے۔

۲۔ ایمان و توحید و رسالت کے متعلّق آپ کے ارشادات

۳۔ نماز کے متعلق آپ کے ارشادات

۴۔ روزہ 〃 〃 〃 〃 〃

۵۔ حج 〃 〃 〃 〃 〃

۶۔ زکوٰۃ 〃 〃 〃 〃 〃

Marfat.com

Marfat.com

اتباعِ شریعت کی تاکید حضرت شیخ ہجویریؒ کی تعلیمات میں ایک خاص اور اہم بات یہ ہے کہ آپ نے منازلِ سلوک کو طے کرنے کے ساتھ اپنے مریدین کو اتباعِ شریعت کی پابندی پر بڑا زور دیا ہے اور نہ صرف یہ کہ آپ نے اپنے مریدین اور معتقدین کو احکامِ الٰہی کی پابندی پر زور دیا بلکہ خود کو شریعت اور طریقت کا عملی نمونہ بن کر دکھایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جب سالک پر باطنی اسرار و کیفیات کا ظہور ہونے لگے اور وہ انوارِ الٰہی کا مشاہدہ کرنے لگے تو ان کیف آگیں مناظر میں محو و بیخود ہو کر اتباعِ شریعت اور فرائض و احکام کی بجا آوری میں کوتاہی ہرگز نہیں کرنی چاہیئے جیسا کہ اکثر مست فقیروں کو دیکھا گیا ہے۔ فرمایا کوئی

Marfat.com

بڑے سے بڑا ولی اللہ اور صوفی کسی وقت اور کسی حالت میں اتباع شریعت اور احکامِ الٰہی کی بجا آوری سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا اور قیامت کے روز سب سے پہلے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔

ذیل میں حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ارکانِ دین کے متعلق ارشادات بیان کئے جاتے ہیں۔

آپ کے ارشادات کلمہ طیبہ، ایمان اور توحید کے متعلق حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باری تعالےٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ ایمان کی تعریف یہ ہے کہ ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ وہ خداوند تعالےٰ کی ذات وصفات پر، اس کی یگانگت پر، اس کے تمام رسولوں پر اور تمام صحفِ سماوی پر، تمام ملائکہ پر، قیامت کے دن پر اور حشر و نشر پر، قیامت کے دن خداوند تعالےٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے اور اور حساب لئے جانے پر اور اعمال کی جزا اور سزا پر اور بہشت اور

دوزخ پر اور تقدیر پر کامل اور سچا ایمان لائے۔ تمام اہل سنت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ایمان کامل کا مطلب یہ ہے کہ مندرجہ بالا تمام باتوں پر سچے دل کے ساتھ ایمان لائے لیکن فرقہ معتزلہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا اس کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام علمی اور معاملتی فرمانبرداری کا نام ایمان ہے اور وہ ارتکاب گناہ اور نافرمانی کی بنا پر بندہ کو ایمان سے خارج کر دیتے ہیں اور یہی عقیدہ خارجیون کا بھی ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک اگر بندہ گناہ کا مرتکب ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور عارفین کے ایک گروہ کے نزدیک معرفت ہی کا دوسرا نام ایمان ہے۔

اور متکلمین اہل سنت کے نزدیک ایمان کے معنی ہیں مطلق تصدیق کرنا فرمایا صوفیاء کے دو گروہ ہیں۔ پہلا گروہ جن میں فضل بن عیاضؒ بشر حافیؒ، خیر النساجؒ، ابوحمزہ بغدادیؒ، ابومحمد جریریؒ اور دیگر اکابر فقہا شامل ہیں ان کے نزدیک ایمان کی تعریف یہ ہے قَوْلٌ تصدیقٌ بِالْقَلْبِ اور عمل ایمان ہے دوسرا گروہ جن میں ابراہیم بن ادہمؒ، ذوالنون مصریؒ، ابویزید بسطامیؒ، سلیمان دارانیؒ، حارث محاسبیؒ، جنیدؒ، سہل بن عبداللہ تستریؒ، شفیق بلخیؒ، حاتم اصمؒ اور

محمد بن فضل بلخیؒ وغیرہ بزرگ شامل ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان قول اور تصدیق کا نام ہے۔ مندرجہ بالا اہل یقین کے علاوہ دیگر فقہائے امت مثلاً حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ حضرت بن فضل بلخیؒ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد مثلاً محمد بن الحسنؒ، داود طائیؒ اور ابو یوسفؒ کا مذہب بھی اس بارے میں یہی ہے۔ یعنی قول اور تصدیق کا مطلب ہے ایمان، اور اصل میں صوفیائے کرام اور فقہائے عظام میں ایمان کی تعریف کے متعلق معمولی سا اختلاف ہے۔ وہ لفظی اختلاف ہے ایمان کے معنی اور مقصد میں کسی کو کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔

ائمہ اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ ایک ہے ایمان کی اصل اور ایک ہے فرع۔ ایمان کی اصل دل سے تصدیق کرنا ہے اور اس کی تشریح یہ ہے کہ شرعی امور کی پابندی اور فرمانبرداری کرنا اور اہل عرب کا یہ اصول ہے کہ استعارہ کی وجہ سے کسی چیز کی فرع کو اس کے اصل سے منسوب کرتے ہیں چونکہ بغیر خداوند تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بندہ کی نجات نہیں ہو سکتی اور جس وقت تک احکام الٰہی

Marfat.com

کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی جائے صرف تصدیق مغفرت کے لئے
کافی نہیں ہوتی۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا بندہ جتنی زیادہ اطاعت اور فرمانبرداری
کرے گا۔ اس کو اتنی ہی زیادہ امن، نجات اور رحمتِ الٰہی بھی حاصل
ہوگی۔ اس لئے احکامِ الٰہی کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا اللہ
کے عذاب سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے بشرطیکہ قول اور تصدیق
بھی ساتھ ہو۔ ماحصل یہ ہوا کہ قولاً تصدیقؔ بالقلب اور احکامِ الٰہی کی
اطاعت و فرمانبرداری کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔

اور صوفیائے کرام کی ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ عذابِ الٰہی
سے امن و نجات کی حقیقی علت معرفت ہے اطاعت اور فرمانبرداری
نہیں اور وہ دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر صرف اطاعت ہو اور معرفت
نہ ہو تو وہ بے کار ہے لیکن اگر معرفت ہو اور اطاعت نہ ہو تو اس صورت
میں بندہ کی نجات ہو جائے گی۔ چونکہ مشیتِ الٰہی میں ایسا ہی تھا کہ اللہ
تعالےٰ خواہ اپنے فضل و کرم سے یا شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
کے وسیلہ سے بخش دیں یا اس کے گناہوں کے مطابق عذاب دیکر اور
دوزخ سے نکال کر بہشت میں جانے کا حکم دے دیں۔ لہذا جب اہل معرفت

Marfat.com

باوجود گنہگار ہونے کے ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے اور صاحبان علم جو معرفت ہیں صرف عمل کی وجہ سے بہشت نہ پائیں گے تو یہ ثابت ہوا کہ محض اطاعت اور احکام الٰہی کی فرمانبرداری امن و نجات کی علت نہیں ہو سکتی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے کوئی شخص صرف اپنے اعمال کی بنا پر بخشش و نجات نہیں حاصل کر سکے گا جب تک کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اس کا فضل و کرم شامل حال نہ ہو تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے لئے بھی یہی حکم ہے یعنی کیا آپ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر جنت میں نہیں جائیں گے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں میں بھی اس کے فضل و کرم کی برکت ہی سے جنت میں جاؤں گا اور مجھ کو بھی ہر وقت باری تعالےٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت کاملہ کی حاجت رہے گی۔

پس یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے اور اولاد آدم میں سے ہر فرد بشر قیامت تک اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم، اس کی عنایت و مہربانی اس کی شفقت و رحمت کا محتاج ہے اور تمام امت کا اس بات پر

Marfat.com

اتفاق ہے کہ بغیر معرفت کے ایمان کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اور ایمان کے واسطے اعمال صالحہ کی شرط لازمی اور ضروری ہے۔

محمد خفیف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایمان کی تعریف اور حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ غیب سے بندہ پر ظاہر ہو اس پر دل سے یقین کرنا اور باطن و معنی ہیں تقویت الٰہی کے ظہور کے بغیر اور دیدہ و دل کی باطنی روشنی کے حصول کے بغیر محض ان ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کا دیدار نہیں ہو سکتا اور فرمایا کہ بربنائے ایمان اللہ تعالےٰ کا مشاہدہ ضرور ہوتا ہے کیونکہ عارفوں کو معرفت سکھلانے والا اور عالموں کو علم سکھانے والا اللہ تعالےٰ ہی ہے اور وہی عارفوں اور عالموں کے سینوں میں علم و معرفت کی جلا اور روشنی پیدا کرتا ہے اور ان کے دلوں کو نور معرفت سے روشن و منور کرتا ہے اس لئے مومن وہی ہوتا ہے جو اپنے دل کو باری تعالےٰ کی معرفت کے ساتھ وابستہ کر کے اس کی ذات سے واصل ہو جاتا ہے

فرمایا حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ یعنی اللہ تعالےٰ کے احکام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی اطاعت اور پیروی کرو

Marfat.com

اور ہر مومن اور مسلمان کو قرآن پاک کے اس صاف اور کھلے ہوئے حکم کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور صوفی خواہ تصوف کے بلند ترین مقام پر پہنچ کر اسرار تصوف سے کتنا ہی کیوں نہ آشنا ہو جائے اس کو اتباع شریعت سے ہرگز روگردانی نہیں کرنی چاہیئے۔

ایمان کی تعریف اور تشریح کے بعد حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے توحید کے موضوع پر بڑی مدلل اور مفصل بحث فرمائی ہے اور شروع میں کلام پاک کی آیات بیان کی ہیں۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یعنی تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے لا تتخذ وا الٰھین اثنین انما ھو الٰہٌ واحدٌ یعنی کسی حالت میں دو معبود نہ بناؤ بے شک تمہارا معبود تو صرف ایک ہی ہے —— اور توحید کے ضمن میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث شریف بیان کی ہے کہ فرمایا تم سے پہلے ایک شخص نے حفظ توحید کے علاوہ کوئی عمل صالح نہیں کیا تھا۔ اس نے مرنے سے پیشتر اپنے اعزا کو یہ وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے جسم کو جلا کر آدھی راکھ دریا میں بہا دینا اور آدھی راکھ ہوا میں اڑا دینا تاکہ میرا کوئی نشان باقی نہ رہ جائے چنانچہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعزا

Marfat.com

نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔ اللہ تعالےٰ نے پانی اور ہوا کو حکم دیا کہ
قیامت تک اس بندہ کی راکھ کو محفوظ رکھنا ضائع نہ کرنا۔ قیامت کے
دن اللہ تعالےٰ اس بندہ کو زندہ کر کے دریافت فرمائے گا کہ تو نے اس
قسم کی وصیت کیوں کی تھی وہ بندہ جواب میں عرض کرے گا اے باری
تعالےٰ میرے پاس کوئی اعمال صالح نہیں تھے۔ میں نے اپنی زندگی میں
کوئی نیک کام نہ کیا تھا اس وجہ سے اپنی بداعمالیوں کی بنا پر مجھ کو تیرے سامنے
پیش ہونے اور حاضر ہوتے ہوئے شرم آتی تھی اس لئے میں نے ایسا
کیا تھا یہ جواب سن کر اللہ تعالےٰ اس بندہ کو بخش دیں گے اس حدیث
شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اصل چیز انسان کی زندگی میں عقیدہ
توحید اور حفاظت توحید ہے اور اس کی بنا پر اللہ تعالےٰ ایک گنہگار کے
گناہ بھی معاف فرما دیں گے۔

اللہ تعالےٰ اپنی ذات وصفات میں واحد و یکتا ہے۔ اس کے کاموں
اور حکموں میں نہ کوئی اس کا مثل ہے اور نہ کوئی شریک ہے۔ وہ ایک
ہے وصل و فصل اور دوئی کا اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ وہ قید مکانی
اور قید زمانی سے آزاد ہے اس کی ہستی لامکان ہے، دائمی اور ابدی

Marfat.com

ہے۔ نہ اس کی کوئی جہت اور سمت ہے اور نہ وہ کسی مکان سے وابستہ ہے۔ مکان کے ثبوت کے ساتھ اس کے لئے حاجت لازم آجاتی ہے چونکہ اگر وہ مکان میں سکونت کرنے والا ہو تو اس کے لئے مکان کا ہونا لازمی ہوتا ہے اس طرح سے فعل و فاعل اور قدیم و محدث کا حکم باطل ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ عرض بھی نہیں ہے چونکہ عرض کو جوہر کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ وہ حال ہے کیونکہ حال اپنے محل کے ساتھ باقی رہتا ہے اور چونکہ اس کا وجود اپنے مثل کو قبول نہیں کرتا۔ اس لئے وہ جوہر بھی نہیں ہے اور نہ وہ روح ہے کیونکہ روح کو جسم کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ وہ جسم ہے کیونکہ جسم کے لئے اجزاء مرکبہ کی ضرورت ہوتی ہے مختصر یہ ہے کہ باری تعالےٰ تمام آفات سے بری اور کل عیبوں سے مبّرا ہے۔ وہ ہر قسم کے نقص و برائی سے منزہ اور برتر ہے۔ ساری کائنات میں کوئی اس جیسا نہیں ہے نہ اس کا کوئی فرزند ہے اور نہ اس کی ذات اور وجود میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی ہوتی ہے ـــــ وہ حی و قیوم، رؤف و کریم، رحیم و قدیر، سمیع و بصیر اور علیم و متکلم ہے۔ اس کی تمام صفات اس میں نئی نہیں بلکہ ہمیشہ سے اور قدیم ہیں

Marfat.com

اور ہر زمانہ میں زمین و آسمان کی تمام معلومات اس کے علم میں ہیں۔ تمام موجودات کے لئے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں۔ اس پر مخلوقات کا حکم اور تصرف نہیں ہے اس کے تمام احکامات حق ہوتے ہیں باطل نہیں ہوتے۔ نیکی اور بدی، نفع اور نقصان کا وہی پیدا کرنے والا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ نہ کوئی اس کے دیدار و وصل کی تاب لا سکتا ہے اور نہ کوئی اس تک رسائی کی طاقت رکھتا ہے۔ قیامت و حشر میں صرف جنتی اس کا دیدار کر سکیں گے اور دنیا میں اولیاء اللہ اس کی تجلیات کے مشاہدہ سے مشرف ہو سکتے ہیں۔

حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ ساتھ ظاہری اور جسمانی طہارت اور پاکیزگی کی پابندی اور لحاظ و خیال انسان کے واسطے ضروری ہے اور عبادت کی ادائیگی کے وقت جب تک انسان کا جسم اور کپڑے اور جگہ پاک و صاف نہ ہوں اس وقت تک عبادت صحیح نہیں ہوتی۔ بدن کی طہارت کے لئے غسل ایک جامع اور

Marfat.com

تکمیل طریقہ ہے اور حالت جنابت میں غسل فرض ہے اور ذکر الٰہی اور عبادت کی ادائیگی کے لئے وضو کرنا ضروری ہے اور وضو میں تین جوڑ کا دھونا اور مسح کرنا فرض ہے اور شدید علالت کی حالت میں یا پانی نہ ملنے پر تیمم وضو کے قائم مقام ہے۔

طہارت دو طرح کی ہے ایک ظاہری طہارت اور دوسری باطنی طہارت جس طرح بدن کی ظاہری پاکی کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی اسی طرح دل کی طہارت کے بغیر معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جس طرح جسم کی پاکی کے لئے پانی کا پاک وصاف ہونا ضروری ہے اور نجس پانی سے جسم کی طہارت نہیں ہو سکتی اسی طرح دل کی طہارت کے واسطے یہ لازمی اور ضروری ہے کہ ایک مسلمان کا عقیدہ صحیح ہو اور عقیدہ کی صحت کے لئے توحید کا ہونا اور خیالات اور عقائد کا شرک سے پاک ہونا ضروری ہے۔ لہذا اولیائے کرام اور صوفیائے کرام ظاہری یعنی جسمانی اور باطنی یعنی روحانی طہارت کے پابند ہوتے ہیں اور اسی لئے ان کے دل انوار الٰہی کی بارش سے معمور اور منور ہوتے ہیں۔

Marfat.com

جیساکہ باری تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں اور حدیث شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمیشہ باوضو رہنے سے انسان کے وہ فرشتے جو انسان کی حفاظت پر مامور ہیں وہ اس شخص کو پسند کرتے ہیں اور دوست رکھتے ہیں۔ ماحصل یہ ہوا کہ ظاہری اور جسمانی طہارت اور پاکیزگی سے فرشتے انسان کو دوست رکھتے ہیں اور باطن کی پاکیزگی یعنی جو قلب شرک کے خیالات سے پاک ہو اور توحید کا منبع ہو اور جس دل میں معرفت الٰہی کا نور ہو وہ شخص اللہ تعالےٰ کا مقرب و برگزیدہ ہوتا ہے۔

قلب کی طہارت کا اندازہ اور اس کی اہمیت اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے اللّٰھم طہر قلبی من النفاق۔ اے اللہ نفاق سے میرے دل کو پاک وصاف رکھ۔

مختصر یہ ہے کہ ذکر الٰہی، عبادت اور نماز کے لئے جس طرح

Marfat.com

جسمانی طہارت ضروری ہے اسی طرح باطنی پاکی اور صفائی بھی ضروری ہے ورنہ جسمانی اور باطنی طہارت کے بغیر عبادت قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ اور بارگاہ ایزدی میں اس کی مقبولیت مشکوک ہوتی ہے۔ فرمایا ظاہری طہارت خواہ وہ جسم کی ہو یا کپڑوں کی پانی سے ہوتی ہے لیکن باطنی طہارت توحید، توبہ، استغفار اور رجوع الی اللہ سے ہوتی ہے۔

نماز فرمایا حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نماز کے لغوی معنٰی ہیں ذکرِ الٰہی کرنا اور احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرنا اور اللہ تعالٰے نے جو دن کے پانچ وقتوں میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو نماز کی ادائیگی کے لئے پانچ شرائط کی ادائیگی ضروری ہے پہلی شرط یہ ہے کہ جسم ظاہری اور جسمانی طہارت سے پاک وصاف ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ شرک اور خواہشات نفسانی سے باطن اور قلب پاک وصاف ہو۔ جسم کے کپڑے پاک ہوں۔ روزی حلال کی ہو۔ اور جس جگہ نماز ادا کی جائے وہ جگہ پاک ہو۔ اور منہ قبلہ کی طرف ہو۔ ظاہری قبلہ جس کی طرف لوگ

Marfat.com

منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں وہ خانہ کعبہ ہے لیکن باطنی قبلہ عرش معلّٰی ہے جس سے مشاہدہ حق مقصود ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں نماز کے ارادہ سے کھڑا ہو تو خالص اللہ کے واسطے نیت کا ہونا ضروری اور وہ عبادت ریا سے پاک ہونی چاہیئے پھر تکبیر اور قیام محل وصل ہیں اور قرأت نہایت آہستہ آہستہ ترتیل اور ترتیب کے ساتھ اور اللہ تعالےٰ کی عظمت کا خیال کر کے اور رکوع و سجود نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرے اور جب قاعدہ میں التحیات پڑھنے کے واسطے بیٹھے تو طمانیت قلبی کے ساتھ پڑھے۔ اور جب سلام پھیرے تو اتحاد معنوی اور جذبہ یگانگت کے ساتھ۔

حدیث شریف میں روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔ تو آپ کے سینہ مبارک سے ایسی آواز آتی تھی جیسی کہ ایک کھولتی ہوئی دیگ میں سے نکلتی ہے۔ اور حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو اللہ تعالےٰ کے ڈر اور خوف سے آپ کا بدن کانپنے لگتا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ جس امانت کو آسمان و زمین اور پہاڑ بھی نہیں اٹھا

Marfat.com

سکے تھے اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

جب حضرت حاتم اصمؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نماز ادا کرنے سے پہلے ظاہری اور باطنی وضو کرتا ہوں۔ ظاہری وضو پانی سے اور باطنی وضو توبہ سے کرتا ہوں۔ پھر جب نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو مسجد حرام کا مشاہدہ کرتا ہوں اور جب سجدہ کرتا ہوں تو دو ابرؤوں کے درمیان مقام ابراہیمی کا مشاہدہ کرتا ہوں اس وقت جنت میرے سیدھے ہاتھ کی طرف، دوزخ الٹے ہاتھ کی طرف، اور پل صراط میرے قدموں کے نیچے ہوتی ہے اور میرے نزدیک نماز میں ذات باری تعالےٰ کا مشاہدہ اور اس کے مشاہدہ کی لذتوں میں محو ہونا ضروری ہے، میں جب تکبیر کہتا ہوں تو بڑے ادب اور احترام کے ساتھ کہتا ہوں اور عزت کے ساتھ قیام کرتا ہوں اور خوف اور ہیبت کے ساتھ قرأت پڑھتا ہوں اور نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ رکوع میں جاتا ہوں اور عاجزی اور توقیر کے ساتھ قاعدہ میں بیٹھتا ہوں اور خداوند تعالےٰ کی ثناء اور تعریف کے ساتھ

Marfat.com

سلام پھیرتا ہوں۔

فرمایا حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بزرگانِ دین اور اولیائے کرام اپنے مریدوں کو تاکید کرتے تھے کہ وہ دن رات میں چار سو رکعت نماز ادا کریں جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ جسم و روح کو نماز پڑھنے کی عادت ہو جاتی تھی۔ اور نماز کے ساتھ انسیت اور رابطہ پیدا ہو جاتا تھا اور جب اہل استقامت حضرات کو بارگاہِ ایزدی میں قبولیت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ بطور شکر یہ کے نماز پڑھا کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے اور پینے سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ پر کمال محویت کا عالم طاری ہوتا اور آپ سرور و راحت کے طالب ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے یا بلال ارحنا بالصلوٰۃ یعنی اے بلال اذان دو تاکہ ہم نماز کے ذریعہ آرام اور اطمینان حاصل کریں۔ اور اس کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مقام قرب خاص میں پہنچے اور دنیاوی قیود سے نفس آزاد ہوا اور آپ اس عروج پر پہنچے کہ آپ کا نفس دل کے درجہ

Marfat.com

بتھا، دل جان کے درجہ پر اور جان سر کے محل میں اور سر یعنی
عقل و خرد عالم مادی کے تمام علائق و قیود سے آزاد و بے تعلق
ہو گیا تو آپ نے بارگاہ قدس میں عرض کیا کہ اے اللہ اب جب
کہ تو نے مجھ کو اس عالم قدس اور عالم لاہوت میں بلایا ہے تو
مجھے کو دوبارہ مادی دنیا میں بھیج کر دوبارہ علائق دنیا میں مبتلا نہ کرنا۔
لیکن بارگاہ حق سے ارشاد ہوا کہ ہمارا حکم یہی ہے کہ آپ دنیا میں
واپس جا کر اپنے اسوۂ حسنہ سے دین شریعت کی تبلیغ و تکمیل کریں۔
اور جو سرور و کیف آپ کو یہاں حاصل ہوا ہے وہی دنیا میں
حاصل ہوگا۔ چنانچہ معراج سے واپسی پر جب آپ کے دل کو
عرش معلّٰی اور معراج کی روحانی لذت و کیف، کی خواہش ہوتی تھی
تو آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے یا
بلال ارضنا بالصلوٰۃ یعنی اے بلال ہماری روح کو نماز سے
سکون اور راحت بخشو اس لئے آپ کی نماز بمنزلہ معراج کے
تھی اور آپ کو نماز میں وہی وجد اور کیف و سرور حاصل ہوتا
تھا۔ حتّٰی کہ قرب الٰہی کی نعمتوں اور لذتوں سے سرشار ہو کر آپ کی

نماز آپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی تھی۔ اس لئے آپ فرمایا کرتے تھے قُرَّۃُ عینی فی الصلوٰۃِ یعنی نماز میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔

روزہ | فرمایا حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روزہ ایک سری عبادت ہے اور اس کا ریا سے کوئی تعلق نہیں ہے اس وجہ سے حدیث قدسی ہے الصوم لی و انا اجزی بہ یعنی روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اپنے بندے کو اس کی جزا دوں گا اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نصف طریقت کا درجہ روزہ رکھنے سے حاصل ہو جاتا ہے اور فرمایا کہ میں نے اکثر ایسے مشائخ کو دیکھا ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں اور ان کا روزہ نفل ہوتا ہے اور کسی پر اس کا اظہار نہیں کرتے۔ لیکن اگر ان کے سامنے کھانا آجائے تو وہ کھانا کھا لیتے ہیں اور یہ مسنون طریقہ ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے تو ہم نے کہا کہ آپ کے واسطے ہم نے گوشت پکوایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے نفلی روزہ کی نیت کی تھی اب تم گوشت

Marfat.com

ڈ نا کہ میں اس کو کھالوں میں کسی اور دن یہ روزہ رکھ لوں گا۔

حضرت شیخ ہجویری نے کہ میں نے مشائخ کبار کو ایام بیض،
محرم، رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھتے ہوئے
ہے۔ اور بعض کو دیکھا کہ وہ داؤدی روزہ رکھا کرتے ہیں اور اس
طلب یہ ہے کہ ایک دن ناغہ کرکے روزے رکھے جائیں۔ اور
ت داؤد علیہ السلام اسی طرح روزے رکھا کرتے تھے اسی وجہ
اس کو داؤدی روزہ کہتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے داؤدی
کو خیر الصیام یعنی سب روزوں میں اچھے روزے فرمایا ہے۔

فرمایا حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شروع ماہ رمضان سے
ماہ شوال کا چاند دیکھنے تک ایک ماہ کے مکمل روزے اہتمام
بندی کے ساتھ رکھنا ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔ اور
باطن کے ساتھ روزانہ روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے۔ اور روزے
لئے کئی شرطیں ہیں۔ ان میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ پیٹ کو
کھانے پینے سے، آنکھوں کو ہر ناجائز چیز کے دیکھنے سے
کو غیبت، جھوٹ اور لغو باتیں سننے سے، زبان کو بے ہودہ گوئی

Marfat.com

اور فضول بکواس سے اور تمام بدن کو خلاف شرع اور نامشروع کامو
باز رکھنا چاہیئے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
نے ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ دار کو اپنی آنکھ، کان، زبان، ہاتھ
تمام بدن کے اعضا کو ممنوع اور حرام کاموں سے باز رکھنا چاہیئے
جو لوگ روزہ کی حالت میں حرام اور نامشروع کاموں سے پرہیز نہ
کرتے ان کے بارے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گ
ہے۔ کہ بہت سے لوگوں کو روزہ رکھ کر سوائے بھوک اور پیاس
کچھ حاصل نہیں ہوتا یعنی ان کو سوائے اس کے کہ وہ بھوکا اور پیا
رہنے کی تکلیف برداشت کرتے ہیں ثواب کچھ نہیں ملتا۔

حضرت شیخ ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ آپ مجھ کو نص
فرمایئے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے حواس خمسہ
اپنے قابو میں رکھا کرو اور فرمایا کہ سب سے بڑا مجاہدہ اور سب
بڑی ریاضت حواس خمسہ کو نامشروع باتوں اور کاموں سے باز
ہے اور ایمان اور تقوٰی کی ترقی کا یہی ذریعہ ہے۔

Marfat.com

فرمایا حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روزہ کا یہ مطلب نہیں ہے
کہ انسان صرف روزہ رکھ لے اور روزہ کی جو شرائط ہیں ان کو پورا نہ کرے
بلکہ شرعی طور پر اصل روزہ یہ ہے کہ انسان روزہ کی حالت میں نفسانی
خواہشات سے اجتناب کرے اور محرمات سے قطعاً پرہیز کرے اور آپ
نے فرمایا کہ جو لوگ فرضی روزہ کو تو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کو کوئی اہمیت
نہیں دیتے اور نفلی روزے پابندی سے رکھتے ہیں ان پر بڑا تعجب ہوتا ہے
روایت ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری جس دن پیدا ہوئے
اس دن شام تک آپ نے دودھ نہیں پیا گویا اس طرح اس روز روزے
سے رہے اور جس دن آپ کا انتقال ہوا اس دن بھی آپ کا روزہ تھا۔ فرمایا
صوم وصال یعنی ہمیشہ نفلی روزہ رکھنا عوام کے لئے جائز نہیں ہے چونکہ ایک
مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھ کر خود بھی وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیئے لیکن جب حضورؐ پاک
کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے ان کو صوم وصال سے منع فرما دیا اور کہا کہ
مجھ کو تو حق جل شانہٗ کی طرف سے غائبانہ طور پر کھانا اور پینا دستیاب ہوتا
ہے اور میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔

Marfat.com

روایت ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ مہینہ میں صرف ایک
کھانا کھایا کرتے تھے اور رمضان کے مہینہ میں عید تک کچھ نہیں کھاتے
لیکن یہ طاقت اور قوت تائید الٰہی سے حاصل ہوتی ہے عام لوگ ایسا نہیں
کر سکتے۔

روایت ہے کہ شیخ ابو نصر سراج طاؤس الفقراء ایک مرتبہ ماہ رمضان
المبارک میں بغداد تشریف لے گئے اور مسجد شونیزیہ میں ایک الگ حجرہ میں
قیام فرمایا آپ روزانہ رات کو تراویح میں پانچ کلام پاک سنایا کرتے تھے
روزانہ رات کو آپ کا خادم آپ کے کھانے کے لئے روٹی حجرہ میں رکھ
دیا کرتا تھا۔ جب آپ عید کے روز عید کی نماز کے واسطے تشریف لے گئے
تو اس روز تیسوں روٹیاں حجرہ میں موجود تھیں۔

اور حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ
سارا رمضان کچھ نہیں کھایا کرتے تھے اور باوجود موسم گرما کے دن بھر محنت
مزدوری کرتے تھے اور جو کچھ آپ کو دن بھر کی مزدوری ملتی تھی اس کو درویشوں
میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اور رات بھر نوافل میں مشغول رہتے تھے باوجود
کوشش کے کسی نے آپ کو کھاتے پیتے اور سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

Marfat.com

حضرت شیخ ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ مرو میں دو بزرگ رہتے تھے ایک کا نام مسعودؒ تھا اور دوسرے کا بو علیؒ تھا۔ شیخ مسعود نے حضرت بو علیؒ سے کہلا بھیجا کہ اس طرح پر چالیس دن کا اعتکاف کریں کہ کھانا بالکل نہ کھائیں گے۔ اس کے جواب میں شیخ بو علیؒ نے شیخ مسعود رحمۃ اللہ علیہ کو کہلا بھیجا کہ ہم اس طرح پر اعتکاف کریں گے کہ دن میں تین دفعہ کھانا کھانے کے باوجود چالیس دن تک ایک ہی وضو سے رہیں گے اور وضو نہیں ٹوٹے گا۔

بہر حال بزرگان دین اور اولیائے کرام چلہ کشی کی حالت میں ذکر و عبادت اور ریاضت اور مجاہدہ میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں یہ لوگ اہل راز ہیں اور خداوند تعالےٰ نے ان کو ایسی باطنی قوتیں عطا کی ہیں کہ وہ ذات خداوندی کے ساتھ مکاشفہ، مشاہدہ اور مکالمہ کر سکتے ہیں اور جب وہ کلام الٰہی اپنے کانوں سے سننا چاہتے ہیں تو بحالت مراقبہ چالیس روز تک بھوکے رہتے ہیں اور اس درمیان میں پابندی کے ساتھ مسواک استعمال کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ مخفی طریقہ سے ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور ان کے دل و دماغ کو اپنی تجلیات کی بارش سے روشن اور منور فرماتا ہے اور اس مقصد کے حصول کے واسطے صوفیائے کرام کو چاہیئے کہ وہ چالیس روز کچھ نہ

Marfat.com

کھائیں تاکہ ان کی بشری خصوصیات مغلوب ہو جائیں اور ان کے قلوب میں جلا اور روح کی طہارت اور لطافت حاصل ہو کر مقام ولایت کے بلند مراتب پر فائز ہو سکیں۔

حج حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ارکان اسلام اور فرائض میں حج کی ادائیگی بھی فرض ہے بشرطیکہ بندہ مسلمان، بالغ، عاقل ہو اور صاحب استطاعت ہو۔ فرمایا حج کے آداب مندرجہ ذیل ہیں جن کی بجاآوری لازمی اور ضروری ہے:۔ مقام میقات پر احرام باندھنا۔ عرفات میں ٹھہرنے کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کرنا، اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا۔ اور حاجی کو بغیر احرام باندھے ہوئے حرم میں نہیں جانا چاہیئے۔ اور جب احرام باندھا جائے تو تمام نفسانی خواہشات اور لذائذ دنیوی سے اجتناب کرنا اور بچنا ضروری ہے۔ نیز آداب حرم میں سے یہ بھی ہے کہ نہ وہاں پر شکار کرے اور زبان یا ہاتھ کے ذریعہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے عرفات میں ٹھہرنے کے بعد وہاں سے مزدلفہ اور مشعر الحرام میں جانا چاہیئے اور پتھر اٹھانا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔ منا میں تین دن قیام کرنا اور شرائط کی پابندی کے ساتھ پتھر پھینکنا اور وہیں پر سر کے بال منڈانا اور قربانی

Marfat.com

دینے کے بعد کپڑے پہننا یہ سب حج کے آداب ہیں اور یہ عوام کے آداب
ہیں اور ایک عارف کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ حج کا ارادہ کرے
تو سب سے پہلے تمام محرمات اور ممنوع چیزوں سے اور خواہشات نفس
سے توبہ کرے، اس کے دل میں اللہ کے سوائے کسی کی محبت اور الفت
جاگزیں نہ ہو اور میدانِ عرفات میں قیام معرفت کے بعد الفت و عشق
کے جذبہ سے سرشار ہو کر مزدلفہ جائے اور جب طواف کرے تو خود کو
خدا کے حرم تنزیہہ میں لے جائے اور جب منا میں جائے تو حرص اور خیالات
فاسدہ کے پتھر پھینکے اور مجاہدہ کی قربان گاہ میں اپنے نفس کو قربان کرے
اور اس کے بعد خلت کے مقام پر پہنچے۔ اس طریقہ پر حج کرنے سے عارف
تمام شیاطین الانس اور ان کے مفر اثرات سے محفوظ و مامون ہو کر مقام
ابراہیمی میں داخل ہوگا۔

فرمایا ایک شخص حج کر کے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ
گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہاں سے آ رہے ہو تو اس نے جواب دیا
حج کر کے آ رہا ہوں۔ آپ نے دوبارہ دریافت فرمایا کہ کیا تو نے واقعی حج
کیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

اس سے مندرجہ ذیل سوالات کیے۔

(۱) جب تو حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوا تھا تو کیا اس وقت تو نے اپنے گناہوں سے ہمیشہ کے واسطے اجتناب کرنے کا ارادہ بھی کیا تھا؟

(۲) جب تو گھر سے روانہ ہو کر جس جس منزل پر گیا تو کیا تو نے ساتھ ساتھ راہ خدا کے مقامات بھی طے کیے؟

(۳) جب تو نے احرام باندھنے کے لئے کپڑے اتارے تو کیا صفات بشریہ کو بھی اپنے سے جدا کیا؟

(۴) جب تو میدان عرفات میں مقیم ہوا تو کیا تجھ کو مکاشفہ بھی ہوا؟

(۵) جب تو مزدلفہ گیا تو کیا تو نے ہمیشہ کے لئے مستقل طور پر خواہشات نفسانی کو ترک کرنے کا ارادہ کیا؟

(۶) جب تو نے خانہ کعبہ کا طواف کیا تو کیا تو نے تنزیہہ کے محل میں اپنی آنکھوں سے جمال حق کی بارگاہ کے مناظر و لطائف دیکھے؟

(۷) جب تو نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو کیا باطنی طور پر صفا اور مروہ کے مراتب کا مشاہدہ کیا؟

(۸) جب تو نے مقام نحر میں قربانی ادا کی تو کیا اس جگہ پر اپنی خواہشات

Marfat.com

نفسانی کو بھی قربان کیا؟

(۹) جب تو نے سنگ ریزے پھینکے تو کیا اس وقت تو نے تمام ہو
کی کدورتوں کو پھینکا یا نہیں؟

اس شخص نے آپ کے ہر سوال کا جواب نفی میں دیا تو آپ نے فرما

(۱) جب تو نے گھر سے حج کے ارادہ سے کوچ کیا تھا تو اگر اس وقت
گناہوں سے کوچ نہیں کیا تھا تو تو نے حج کے لئے بھی کوچ نہیں

(۲) تو نے گھر سے نکلنے کے بعد جس جس منزل میں قیام کیا اگر تو نے
ساتھ راہ خدا کے مقامات کو طے نہیں کیا تو تو نے سفر حج کی
کو بھی طے نہیں کیا۔

(۳) جب تو نے احرام باندھا اور جس طرح وہاں پر کپڑے اتار
تو نے کپڑوں کے ساتھ اپنی بشری صفات کو علیحدہ نہیں کیا تو
نے احرام ہی نہیں باندھا۔

(۴) جب تو عرفات میں کھڑا ہوا اور تجھ کو مجاہدہ کے کشف سے
نہیں ہوئی تو تو عرفات میں بھی کھڑا نہیں ہوا۔

(۵) جب تو نے مزدلفہ میں اپنی خواہشات نفسانی سے ہمیشہ کے

Marfat.com

نجات حاصل نہیں کی تو پھر تو مزدلفہ بھی نہیں گیا۔

جب تو نے خانہ کعبہ کے طواف کے وقت بارگاہ خداوندی کے جمالات کو نہیں دیکھا تو تو نے طواف بھی نہیں کیا۔

جب تو نے صفا اور مروہ کی سعی کے دوران باطنی اور روحانی طور پر مقاماتِ صفا اور مروہ کے مراتب کو نہیں پہچانا تو تو نے سعی بھی نہیں کی

جب تو نے قربانی کے وقت اپنی خواہشاتِ نفسانی کو قربان نہیں کیا تو تو نے قربانی بھی نہیں کی۔

جب تو نے سنگ ریزے پھینکنے کے وقت اپنے دل کی کدورتوں کو باہر نہیں پھینکا تو تو نے سنگ ریزے بھی نہیں پھینکے

آپ نے فرمایا کہ تو نے حج کے آداب و شرائط کو حج کے وقت نہیں کیا اس لئے تیرا حج نہیں ہوا۔ واپس جا کر مندرجہ بالا آداب اور شرائط کے ساتھ حج ادا کر تاکہ تو خانہ کعبہ میں پہنچ کر مقام ابراہیم علیہ السلام کو بھی حاصل کر لے۔ چونکہ حج کا یہ مطلب نہیں کہ حاجی بیت اللہ کا دیدار اور پتھروں کی زیارت کر کے گھر واپس آجائے بلکہ حج کا مقصود صاحبِ خانہ کا دیدار اور مشاہدہ اور مکاشفہ ہے۔

Marfat.com

زکوٰۃ | فرمایا حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو شخص مالک نصاب ہو اور جس کو شرعاً زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ پابندی اور خیال سے زکوٰۃ ادا کرے۔

فرمایا زکوٰۃ صرف مال اور پیسہ ہی پر واجب نہیں بلکہ ہر نعمت پہ زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے چونکہ زکوٰۃ کی روح اور اس کا حقیقی مقصد اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور مال کو مزکی اور مطہر کرنا ہے۔ مال کی زکوٰۃ تو یہ ہے کہ اگر مثلاً کسی شخص کے پاس اس کی ملکیت میں دو سو درہم ہوں تو اس پہ پانچ درہم واجب ہیں اور بیس دینار پر نصف درہم زکوٰۃ واجب ہے اور اگر کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ ہیں تو اس کو اس کی زکوٰۃ میں ایک بکری دینا ہوگی۔ جس طرح مال پہ زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح جاہ و منزلت کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔ اور جاہ و منزلت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی بلند مرتبہ پر فائز ہو، وہ کسی قوم کا قائد یا لیڈر ہو یا کسی قبیلہ کا صدر یا راہنما ہو تو چونکہ یہ فضیلت اور بزرگی جو اس کو حاصل ہے یہ بھی اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے اس لئے اس کی بھی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ے فرمایا کہ تمام چیزوں پر زکوٰۃ ہے جس طرح اللہ تعالےٰ نے تم پر
ں و نعمت کی زکوٰۃ فرض کی ہے اسی طرح تمہاری جاہ و منزلت کی زکوٰۃ
نا تم پر فرض ہے اور تمہارے گھر کی زکوٰۃ اچھی مہمانداری ہے۔

فرمایا من جملہ تمام نعمتوں کے صحت اور تندرستی بھی خداوند تعالےٰ
عطا کردہ ایک بڑی نعمت ہے اور تندرستی کی زکوٰۃ یہ ہے کہ
انسانی کے تمام اعضا خداوند تعالےٰ کی عبادت اور اطاعت میں
ل رہیں اور فسق و فجور اور لہو و لعب اور منہیات سے اعضاء کو
یا جائے اور چونکہ باطن اور روح تمام نعمتوں میں سب سے بڑی
ت ہے اس لئے اس کی زکوٰۃ بھی ایسی ہونی چاہیئے جس سے
عظیم الشان نعمت کی زکوٰۃ کا حق ادا ہو جائے اور اس نعمت کا
ور زکوٰۃ حفظِ توحید، کثرتِ ذکرِ الٰہی اور عرفانِ نفس ہے۔

فرمایا زکوٰۃ کی ادائیگی میں دیر یا غفلت نہیں کرنی چاہیئے اور اس
میں بخل اور کنجوسی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ چونکہ جس شخص
یت اور قبضہ میں ایک سال تک مسلسل دو سو درہم رہیں اور
ک سال کے بعد پانچ درہم بطور زکوٰۃ کے ادا کرنے میں تاخیر یا

اور غفلت سے کام لے اس سے بڑھ کر اور کون سا بخل ہو سکتا ہے اور خدا کی راہ کے سالکوں اور عارفین کی یہ سیرت اور خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ فطرتاً سخی اور فیاض ہوتے ہیں اور حقوق اللہ ادا کرنے میں کبھی تامل یا پس و پیش نہیں کیا کرتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اہل طریقت اور عارف کے نزدیک جس طرح ظاہری نعمتوں کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اسی طرح باطنی نعمتوں کی بھی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری اور لازمی ہے اور جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے باطنی اور روحانی نعمتوں کی زکوٰۃ، حفظ توحید، کثرت ذکر الٰہی اور تزکیہ نفس ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۹ھ
مطابق یکم مارچ سنہ ۱۹۶۰ء

احقر آثم حکیم سید امین الدین احمد

Marfat.com

اپنی لائبریری

★ سلمہ ۔ نسیم انہولوی ۱/۵۰

★ درد و درماں ۔ عدم ۲/-

★ انتخاب کلام میر ۔ میر تقی میر ۱/۵۰

★ عبداللہ بن زبیر ۔ طالب ہاشمی ۔ ۲/-

★ تزکرہ علی ہجویری

(سیرت داتا گنج بخش رح)۔

حکیم احسن الدین ۔ ۲/۶۰

★ بڑوں کا بچپن ۔ حفیظ تائب ۔ ۱/۵۰

★ فرح شاہی دسترخوان ۔ کوکب سلطانہ

کوثر سلطانہ ۲/۵۰

★ شہید اعظم مولانا ابوالکلام آزاد ۱/-

★ ام الکتاب ،، ،، ،، ۳/-

شعاع ادب ○ لاہور ۔ ۸

Marfat.com

اپنی لائبریری

★ سلمہ — نسیم انہولوی ۱/۵۰

★ درد و درماں — عدم ۲/۰

★ انتخاب کلام میر — میر تقی میر ۱/۵۰

★ عبداللہ بن زبیر — طالب ہاشمی ۲/۰

★ تزکرہ علی ہجویری
(سیرت داتا گنج بخش)
حکیم امین الدین ۲/۶۰

★ بڑوں کا بچپن — حفیظ تائب ۱/۵۰

★ نوح شاہی دسترخوان — کوکب سلطانہ
کوثر سلطانہ ۲/۵۰

★ شہید اعظم مولانا ابوالکلام آزاد ۱/۰

★ ام الکتاب ،، ،، ،، ۳/۰

شعاع ادب ○ لاہور

Marfat.com